موت کا منظر

تالیف

خالد بن عبدالرحمٰن الشایع

سلطان بن فہد الراشد

اردو ترجمہ

ظہیر احمد عبدالاحد

نظر ثانی

مشتاق احمد کریمی

ناشر

مکتب الدعوة وتوعیة الجالیات بالربوة، الریاض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلاَۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ:

افسوس! آج لوگ آخرت سے اس قدر بے نیاز ہو چکے ہیں کہ ان کی زندگی کا مقصد صرف تلاش معاش بن چکا ہے، چند افراد ہی نہیں بلکہ اکثر لوگ بگڑ چکے ہیں، ہر شخص فانی زندگی کی آسائش کی تلاش میں سرگرداں و پریشان ہے، اگر کوئی نوکری پیشہ شخص ہے تو وہ ہمیشہ اس بات کا منتظر رہتا ہے کہ کب مہینہ ختم ہو اور تنخواہ ملے، اسی طرح سے تاجر حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر خزانہ قارون پانے کی کوشش میں مصروف ہے یہاں تک کہ طالبان علم کا بھی مقصد صرف ڈگریوں کا حصول ہے تاکہ اس کے طفیل اعلیٰ مناصب پر متمکن ہوسکیں۔

آج یہ وقت بھی آچکا ہے کہ کسی کو اپنے دینی فرائض کے اہتمام، اپنے نفس کے تزکئے اور اپنے اخلاق وکردار کو درست کرنے میں دلچسپی رہی نہ فکر، جب کہ رسولِ رحمت کا فرمان ہے:

"بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلاَقِ"۔

ترجمہ: میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں'

افسوس! آج ہم صرف اپنے پیٹ کے پجاری اور نفسانی خواہشات کے غلام بن چکے ہیں اور ہم اشرف المخلوقات کی مثال ان جانوروں کی سی ہوگئی ہے جو عقل وشعور سے بے بہرہ اور عاری ہیں، شاید ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم موت کے چنگل سے بچ جائیں گے مگر ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ ہم کتنے ہی لوگوں کی نعشیں اپنے کندھوں پر اٹھا چکے ہیں پھر آخرت سے ایسی بے توجھی کیوں؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (العنكبوت: ٦٤)

ترجمہ: آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے کاش! یہ جانتے ہوتے۔

اے مسلماں! اب تو خوابِ غفلت سے بیدار ہوجا اور موت کو یاد کر کے اپنے دل کو اللہ کی یاد سے آباد کرلے کیونکہ یہی زادِ آخرت ہے، صرف وہ ایمان، نیک اعمال اور تقویٰ و پرہیزگاری ہی ہمارے کام آسکیں گے جو ہم نے اخروی زندگی کے لئے بھیج رکھے ہیں۔

زیر مطالعہ کتاب خالد بن عبدالرحمٰن الشایع اور سلطان بن فہد الراشد کی تالیف ''مشاھد الاحتضار'' کا اردو ترجمہ ہے، یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود اپنے موضوع کے اعتبار سے انتہائی اہمیت کی حامل ہے جس میں صحابہ کرام، سلف صالحین، حکمرانوں، نافرمانوں اور گنہگاروں کی جاں کنی کے حالات وواقعات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل اور واضح طور پر قلمبند کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے ترجمہ سے متعلق چند امور کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔
کتاب کے ترجمہ کے لئے میں نے دار بلنسیہ ریاض کا شائع کردہ ۱۴۱۴ھ کا نسخہ سامنے رکھا ہے ۔
قرآنی آیات کے ترجمہ کے لئے میں نے ''مجمع الملک فہد'' کے شائع کردہ قرآن مجید اردو کو سامنے رکھا ہے ۔
- بعض حاشیہ اور اشعار جن کا مفہوم اور مطلب اصل ترجمہ میں آ گیا ہے اسے چھوڑ دیا ہے ۔
- بعض طویل عناوین کو مختصراً ذکر کیا گیا ہے ۔
قارئین سے گزارش ہے کہ اگر کتاب میں کوئی کمی یا نقص ملاحظہ فرمائیں تو ہمیں مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے ۔
آخر میں ان تمام برادران کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے ترجمہ اور نشر و اشاعت میں تعاون فرمایا خاص کر ابو المکرّم عبد الجلیل صاحب ، جنہوں نے ترجمہ کی نظر ثانی کی اور تصحیح فرمائی ، نیز ثمر صادق اور عارف حسین صاحبان کا بھی شکریہ ، جنہوں نے ترجمہ اور پروف ریڈنگ میں ہماری معاونت کی ۔
اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مؤلفین اور ہماری اس کوشش کو شرف قبولیت بخشے نیز ہمارے اور ہمارے والدین کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنائے ، آمین ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن۔

ظہیر احمد عبد الاحد

۱۴۲۰/۱/۲۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ہر طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہے، جو زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا، صرف اسی کو ہمیشگی اور بقا ہے جو عزت وعظمت میں یکتا ہے، جس نے اپنے بندوں کو فنا پذیر بنایا، نیک بختوں اور بدبختوں میں تمیز کی، ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اسی سے مدد چاہتے ہیں اسی سے معافی طلب کرتے ہیں، اور اپنے نفوس کی خباثتوں اور اعمال کی برائیوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور مخلوق میں سب سے بہتر ہمارے نبی محمد ﷺ پر درود وسلام ہو جن کا ارشاد ہے:

"اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمُوْتَ"[1]

ترجمہ: لذتوں کو توڑنے والی یعنی موت کو زیادہ یاد کرو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہے جسے وہ پورا کرے گی یہاں تک کہ جب وہ مقررہ وقت آ پہنچتا ہے تو اللہ کے فرشتے ان کی روحیں

....

[1] مسند احمد (۲/۲۹۳) سنن ترمذی (۲۳۰۷) سنن نسائی (۴/۵) سنن ابن ماجہ (۳۲۵۸) صحیح ابن حبان (۲۵۵۹) مستدرک حاکم (۴/۳۲۱) ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرہ برابر کوتاہی نہیں کرتے۔

جو موت کے بارے میں غور وفکر کرے اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ نہایت اہم معاملہ اور ایک ایسا پیالہ ہے جو ہر مقیم ومسافر پر پیش کیا جائے گا اور بندے کو دنیا سے نکال کر جنت یا جہنم میں لے جایا جائے گا۔

موت کا مطلب اگر صرف جسم کی بوسیدگی اور معدومیت نیز خوشگوار زندگی کی فراموشی ہوتو بھی اللہ کی قسم یہ موت ناز ونعم میں پلنے اور زندگی کی داد عیش دینے والوں کے لئے نیز اربابِ دانش کے لئے باعثِ عبرت ہوتی جب کہ بات اس پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ موت کے بعد ہولناکیوں اور کربناک مناظر کا سامنا کرنا ہے اور حساب وکتاب اور جزاء وسزا کے مراحل سے گزرنا ہے۔

انسان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے ہمہ وقت تیار رہے کیونکہ وہ نہیں جانتا ہے کہ ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لئے کب آ پہنچے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ (لقمان: ٣٤)

ترجمہ: کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کس زمین پر مرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو قرآن مجید میں تین مقامات پر واضح طور پر بیان فرمایا ہے:

﴿كُلُّ نَفِسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾

(آل عمران: ١٨٥، النساء: ٧٨، العنكبوت: ٥٧)

ترجمہ: ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

بعض سلف سے ثابت ہے کہ ''اس آیت کریمہ میں تمام انسانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ اس روئے زمین پر کسی کو بقا و دوام نہیں۔ [1]

پس کتنا سعادت مند ہے وہ شخص جس نے اس گھڑی کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا اور اس کے لئے عمل کیا۔

جو امر تمہارے جسم کے اعضاء و جوارح کو کمزور کر دے گا اور اسے توڑ موڑ کر رکھ دے گا یقیناً وہ امر انتہائی عظیم ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔

(اللہ تجھ پر رحم فرمائے) ایسی آفت و مصیبت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو تمہاری چمک دمک، خوبصورتی اور خوشنمائی کو ختم کر دے گی اور تمہاری شکل وصورت کو تبدیل کر دے گی پھر تمہارے ناز و نعم اور کر و فر میں پلے ہوئے جسم کو ایسی حالت کی طرف لوٹا دے گی کہ تمہارے محبوب ترین افراد، سب سے زیادہ مہربان اور کرم فرما لوگ تمہیں ایک تنگ و تاریک گڑھے میں ڈال دیں گے جہاں کیڑے مکوڑے تمہارے جسم کو چاٹ ڈالیں گے۔

موت اولین و آخرین سب کو آئے گی یہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے سنت رہی ہے۔

ملک الموت ابھی کسی کے پاس گیا ہے عنقریب ہی تمہارے پاس آنے والا ہے اسی لئے سلف صالحین کا موت سے خوف اور گھبراہٹ شدید ہو جاتی تھی اور اسی لئے پیارے حبیب جناب محمد ﷺ کی وصیت کے مطابق موت کو زیادہ یاد کرتے اور موت کے بارے میں غور و فکر کرتے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

....

[۱] یہ قول امام اسماعیل بن کثیر دمشقی رحمہ اللہ کا ہے، ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر (۱/۴۳۴)

لذتوں کو توڑنے والی یعنی موت کو زیادہ یاد کرو۔

حضرت جبرئیل -علیہ السلام- نے ہمارے نبی محمد ﷺ سے فرمایا:

اے محمد ﷺ جس طرح چاہو زندگی بسر کرو یقیناً آپ کو موت آئے گی اور جس سے چاہو محبت کرو کیونکہ آپ اس سے جدا ہونے والے ہیں اور جو عمل چاہیں کریں اس لئے کہ آپ کو اس کا بدلہ ملنا ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جس نے موت کو زیادہ یاد کیا اس کی خوشی اور حسد کم ہو گیا''۔

حسن بصری رحمہ اللہ کے بعض شاگردوں رحمہم اللہ کا بیان ہے:

کہ ہم لوگ جب حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آتے تو ہم آپ کو جہنم، قیامت، آخرت اور موت کا ذکر کرتے ہوئے پاتے۔

تیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

دو چیزوں نے سے دنیا کی لذتوں کو چھین لیا، موت کی یاد اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر میرا دل ایک لمحہ کے لئے بھی موت کے ذکر سے غافل ہو جائے تو وہ خراب ہو جائے گا۔

جس وقت انسانوں کو موت کی قربت، کوچ کرنے کے وقت اورالوداعی گھڑی کے آپہنچنے کا احساس ہوتا ہے نیز جب آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، پنڈلیاں باہم لپٹ جاتی ہیں، اس کے اعضاء جواب دے چکے ہوتے ہیں اور وہ دنیا کی فانی زندگی اورآخرت کی دائمی زندگی کے درمیان ہوتا ہے اس وقت حالت نزع میں پڑے ہوئے انسان کی زبان سے کچھ کلمات یا وصیتیں نکلتی ہیں یا پھر اپنے ہاتھ، آنکھ اور سر وغیرہ سے اشارہ کرتا ہے، ان اقوال وافعال میں نصیحت وعبرت ہوتی ہے اور عموماً یہی چیز اس کے خاتمہ بالخیر یا خاتمہ بالشر ہونے پر دلالت کرتی ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے کامیابی فوز وفلاح کی دعا کرتے ہیں۔

یہ کتاب دلوں کو نرم کرنے اور لوگوں کو نصیحت کرنے کی غرض سے لکھی گئی ہے تاکہ خود لکھنے والے، اس کے پڑھنے اور سننے والے کے لئے عبرت ونصیحت ہو اور صراط مستقیم پر ثابت قدم رہنے پر معاون، نیز جان کنی کی گھڑی جس سے ہر فرد بشر کو گزرنا ہے اس کی یاد تازہ کراتی ہے۔[1]

اسی کے ساتھ یہ کتاب دعوت وتوجیہ، اللہ کے دین پر ثابت قدم رہنے کے لئے لوگوں کو نصیحت کرنے اوراس کی منع کردہ چیزوں سے باز رکھنے کے لئے نبی ﷺ کی

....

[1] اپنی ناقص معلومات کی حد تک میں نہیں جانتا کہ اس موضوع پر ابن ابی الدنیا کی کتاب ''المحتضرین'' (غیر مطبوع) ابن الجوزی کی کتاب '' الثبات عند الممات' (مطبوع) اورابن زبیر الربعی کی کتاب '' وصایا عند الموت'' (مطبوع) کے علاوہ کسی اور نے کوئی مستقل کتاب تالیف کی ہو۔ واضح رہے کہ ہم نے بعض اہل علم کی کتب میں مذکور موت کے بہت سے مناظر کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ قرآن وحدیث سے متعارض اور مخالف تھے۔

سنت پر عمل کرتے ہوئے لکھی گئی ہے جس کی جانب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت اشارہ کرتی ہے: '' قرآن کی جو پہلی سورت نازل ہوئی وہ مفصلات میں سے ہے جس میں جنت وجہنم کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام میں کثرت سے داخل ہونے لگے تو حلال وحرام کی آیتیں نازل ہوئیں، اور اگر پہلے شراب کی حرمت پر آیتیں نازل ہوتیں تو کہتے کہ ہم لوگ کبھی شراب نہیں چھوڑ سکتے، اور اگر زنا کے متعلق نازل ہوتیں تو کہتے کہ ہم کبھی زنا سے باز نہیں آسکتے، جس وقت مکہ میں آپ ﷺ پر یہ آیت کریمہ:

﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ﴾ (القمر: ٤٦)

ترجمہ: بلکہ قیامت کی گھڑی ان کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت بڑی سخت اور کڑوی ہے''۔

نازل ہوئی اس وقت میں کھیلنے والی بچی تھی، اور جب سورہ بقرہ ونساء کا نزول ہوا تو میں آپ ﷺ کے عقد میں تھی ......[1]

یہی دعوت کا صحیح طریقہ اور حکیمانہ اسلوب ہے۔

آخر میں ہم اطلاعاً عرض کرتے ہیں کہ ہمارا مقصد جاں کنی کے تمام مناظر کا استقصاء واحاطہ نہیں ہے بلکہ قرآن مجید اور سنت نبوی سے چند نمونے نیز گذشتہ قوموں یعنی سلف صالحین یا نافرمانوں کے بعض احوال کا ذکر کرنا ہے۔

....

[1] صحیح البخاری (۴۹۹۳)

ہم اللہ تعالیٰ سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری جاں کنی کے وقت کو اچھا و بہتر بنائے

اس وقت ہمیں اللہ کی رضا مندی اور ابدی نعمتوں والی جنت کی خوشخبری سنائی جائے اور اس بشارت میں ہمارے والدین، اولاد و ذریت اور سارے مسلمان بھی شریک ہوں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مرتے دم تک ایمان وتقویٰ پر ثابت قدم رکھے، ہم اللہ تعالیٰ کی عالی صفات اور اسماء حسنیٰ کے ذریعہ تقرب حاصل کرتے ہیں کہ وہ ہمارا خاتمہ بالخیر کرے، ہمیں، ہمارے والدین، ہماری اولاد اور دوست و احباب کو انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کے ساتھ اکٹھا کرے جن پر اللہ نے اپنا انعام کیا ہے اور یہ بہترین رفیق ہیں، اور درود وسلام نازل ہو خیر الخلائق ہمارے نبی محمد ﷺ، آپ کی آل واصحاب اور تا قیامت ان کی سچی اتباع کرے والوں پر۔

خالد بن عبد الرحمٰن بن حمد الشایع

سلطان بن فہد بن سلیمان الراشد

۱۵/۱۰/۱۴۱۳ھ

الریاض ۱۱۵۷۴ ص۔ب ۵۷۲۴۲

قرآن کریم میں جاں کنی کے مناظر

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر جاں کنی کے بعض مناظر کی کیفیت بیان کی ہے خواہ وہ عام ہوں یا خاص، ان میں سے بعض کا ذکر نیچے آرہا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی جاں کنی

ارشاد ربانی ہے:

﴿اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَيَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِى قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهاً وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهُ الْمُسْلِمُوْنَ﴾ البقرة: ١٣٣)

ترجمہ: کیا حضرت یعقوب کے انتقال کے وقت تم موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے آباء واجداد ابراہیم (علیہ السلام) اوراسماعیل (علیہ السلام) اوراسحاق (علیہ السلام) کے معبود کی، جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اس کے تابع فرمان رہیں گے۔

حالت نزع میں انسان پر پیش آنے والی بعض کیفیتیں

ارشاد ربانی ہے:

﴿كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ☆ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ☆ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ☆ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ☆ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ﴾ (القيامة: ٢٦ – ٣٠)

ترجمہ: نہیں نہیں جب روح ہنسلی تک پہنچے گی اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ اور جان لیا اس نے کہ یہ وقت جدائی ہے اور پنڈلی لپٹ جائے گی آج تیرے پروردگار کی طرف چلنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نزع کی حالت اور اس کی گھبراہٹ سے خبردار کر رہا ہے (اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو قول ثابت پر ثابت قدمی عطا فرمائے) کہ جب روح جسم سے جدا ہو کر ہنسلی تک پہنچتی ہے اور طبیب کو علاج کے لئے بلایا جاتا ہے کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی، یعنی اس پر سختی پر سختی ہوگی سوائے اس شخص کے جس پر اللہ رحم فرمائے، پھر اس کی پنڈلیاں زندگی کے بعد لپٹنے کے ساتھ ساتھ مر جائیں گی اس کے بعد کفن میں لپیٹ دی جائیں گی پھر لوگ جسم کی تجہیز و تکفین میں لگ جائیں گے اور فرشتے روح کی تیاری میں۔[1]

....

[1] دیکھئے تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، صفحہ ۴۵۱۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ☆ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ☆ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّاتُبْصِرُونَ ☆ فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ☆ تَرْجِعُوْنَهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (الواقعة: ٨٣-٨٧)

ترجمہ: پس جب کہ روح نرخرے تک پہنچ جائے اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے ہو، ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے پس اگر تم کسی کے زیر فرماں نہیں اور اس قول میں سچے ہو تو (ذرا) اس روح کو تو لوٹاؤ۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

کہ جب روح نرخرے تک پہنچ جاتی ہے اور وہ جان نکلنے کا وقت ہوتا ہے اور تم اس وقت مرنے والے انسان کی طرف جو موت کی سختی سے دوچار ہوگا دیکھ رہے ہوتے ہو، تو ہم اپنے فرشتوں کے ساتھ اس شخص سے بہ نسبت تمہارے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم لوگ انہیں نہیں دیکھ سکتے ہو، پھر تم کیوں نہیں اس روح کو جو ہنسلی تک پہنچ چکی ہے جسم میں اس کی پہلی جگہ پر لوٹا دیتے اگر تم بااختیار ہو؟[1]

---

[1] دیکھئے تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۱۰۰۔

جاں کنی کے وقت کافروں کی تکلیف

ارشاد ربانی ہے:

﴿......وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ (الانعام:۹۳)

ترجمہ: اوراگرآپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اورفرشتے اپنے ہاتھ بڑھارہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو، آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے اورتم اللہ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔

اوراللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوهَهُمْ وَاَدْبٰرَهُمْ وَذُوقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ☆ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ﴾ (انفال: ۵۰، ۵۱)

ترجمہ: کاش کہ تو دیکھتا جب فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں ان کے منہ اور سرینوں پر مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) تم جلنے کا عذاب چکھو، یہ بسبب ان کاموں کے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے ہی بھیج رکھا ہے بے شک اللہ اپنے

بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

اس آیت کا معنی یہ ہے[1] کہ اگر تم اس کیفیت کو دیکھتے جو کافروں پر موت کے وقت طاری ہوتی ہے تو تم ایک عظیم، خوفناک اور بھیانک منظر دیکھتے۔ نیز تم انہیں موت کی سختیوں، تکالیف اور پریشانیوں میں پاتے، کیونکہ جب کافر کی جان نکلنے کے قریب ہوتی ہے تو فرشتے اسے عذاب، سخت قید، ہلاکت، بیڑیاں، جہنم، حمیم (گرم پانی) اور اللہ کے غیظ وغضب کی خبر دیتے ہیں تو اس کی روح اس کے جسم میں بھاگتی ہے اور نکلنے سے انکار کرتی ہے بت فرشتے ان کے چہروں اور سرینوں پر مارتے ہیں [2]اور ڈانٹ کر کہتے ہیں کہ یہ ضرب وعذاب ان کے اپنے کرتوتوں اور دنیا کے برے اعمال کا نتیجہ ہیں، اللہ تعالیٰ حاکم اور عادل ومنصف ہے جو ہر قسم کے ظلم وجور سے پاک ہے اور بے نیاز لائقِ حمد ہے، چنانچہ حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم حرام کیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو، اے میرے بندو!

....

[1] دیکھئے تفسیر ابن کثیر جلد۲ص ۱۵۷،۲۱۹۔

[2] سورہ انفال کی آیتوں کے سیاق وسباق کا تعلق اگر چہ جنگ بدر سے ہے لیکن یہ کافر کے لئے عام ہیں اسی لئے اسے اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے ساتھ خاص نہیں کیا (ابن کثیر جلد۲ص ۳۱۹)۔

پورا بدلہ دوں گا، پس جو اچھا بدلہ پائے گا وہ اللہ کی حمد بیان کرے اور جو اس کے

برعکس پائے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔[1]

....

[1] یہ حدیث قدسی کا ایک ٹکڑا ہے جسے امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح میں (حدیث نمبر ۲۵۷۷ کے تحت) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نزع کے وقت مومن کو جنت کی بشارت اور اللہ سے ملنے کی خوشی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ☆ نَحْنُ اَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ☆ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ﴾ (فصلت: ۳۰–۳۲)

ترجمہ: (واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی خوشخبری سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو، تمہاری دنیوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے جس چیز کا تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لئے (جنت میں موجود) ہے، غفور رحیم (معبود) کی طرف سے یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے پرہیزگار مومنوں کو بشارت میں نیز قبروں سے دوبارہ اٹھنے کے وقت آتے ہیں[1] ، پس انہیں فرشتے اللہ کی جانب سے اطمینان دلاتے ہیں اور کہتے ہیں

[1] لوگوں کا اختلاف ہے کہ فرشتے کا نزول مذکورہ تین جگہوں میں کہاں ہوتا ہے، چنانچہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس قول کو نقل کر کے'' کہ تینوں جگہ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے'' کہتے ہیں کہ یہی قول سب سے جامع اور مناسب ہے اور مبنی برمحل ہے۔

کہ آخرت میں پیش آنے والے حالات کا اندیشہ اور دنیا میں مال واولاد جو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو ان کا غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ان تمام امور کے لئے کافی ہے، برائیوں کے ختم ہونے اور خیر کے حصول کی انہیں بشارت دیتے ہیں اور اس طرح اللہ ان کے خوف کو دور کر کے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے، پھر قیامت کے دن جس بڑی مشکل سے لوگ ڈریں گے وہی مومنوں کے لئے آنکھ کی ٹھنڈک ہوگی ، جیسا کہ فرشتے مومنوں سے ان کی جاں کنی کے وقت کہتے ہیں: ہم دنیوی زندگی میں تمہارے رفیق تھے ہم اللہ کے فضل وکرم سے تمہیں ہر طرح کی پریشانیوں سے محفوظ رکھتے تھے اور اسی طرح ہم آخرت میں تمہارے ساتھ ہوں گے، قبر اور صور پھونکنے کی وحشت سے تمہیں بچائیں گے، قیامت کے دن اور دوبارہ قبر سے اٹھتے وقت تمہیں خوف سے مامون رکھیں گے، پل صراط پر چلا کر نعمت والی جنت میں پہنچائیں گے۔

نیز فرمایا کہ اللہ کے فرشتے مومن بندوں کو ایسی جنت کی خوشخبری دیتے ہیں جو ان کا مسکن ہے جس میں انہیں وہ تمام چیزیں مہیا ہونگی جن کی تلاش کریں گے اور جن سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملے گی اور جب بھی وہ طلب کریں گے ان کے سامنے آ موجود ہوں گی، یہ سارے کے سارے انعامات، ضیافتیں اور بخششیں اس پروردگار کی طرف سے ہیں جو گناہوں کو معاف کرنے والا اور شفیق ورحیم ہے، کیونکہ اس نے معاف کیا، پردہ پوشی کی اور لطف وکرم سے نوازا ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے تمام فضل اور نعمتوں کا سوال کرتے ہیں۔

اللہ عزوجل سے ملاقات کے وقت مومنوں کی فرحت وخوشی پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت دلالت کرتی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''کہ جو اللہ سے ملاقا کو پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی کیا اس سے مراد موت کی پسندیدگی ہے؟ اسے تو ہم سب ناپسند کرتے ہیں؟ فرمایا: کہ ایسا نہیں ہے بلکہ جب مومن کو اللہ کی رحمت، رضا اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے پھر اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے لیکن جب کافر کو اللہ کے عذاب اور ناراضگی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے پھر اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے'' [1]

اللہ کے دشمن فرعون کی جاں کنی

جاں کنی کے مناظر میں سے یہ بھی ہے جسے اللہ رب العزت نے اپنی کتاب کریم کی سورہ یونس میں ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا:

﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیاً وَّعَدْوًا حَتّٰی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَااِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ☆آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ☆ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةًوَاِنَّ كَثِیْراً مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ﴾ (یونس: ۹۰–۹۲)

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کرا دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر

---

۱ صحیح البخاری (۶۵۰۷) صحیح مسلم (۲۶۸۴) مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

کے ساتھ ظلم وزیادتی کے ارادہ سے چلا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا آج تیری لاش کو نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لئے نشان عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں اور

حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرعون اور اس کے لشکر کے غرق کئے جانے کی کیفیت کو بیان کیا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھ بنی اسرائیل کو مصر سے لیکر چلے تو بچوں اور عورتوں کے علاوہ جنگجوؤں کی تعداد چھ لاکھ بیان کی جاتی ہے، تو فرعون سخت غضبناک ہوا اور تمام ریاستوں سے لشکروں کو اکٹھا کیا اور فوجیوں میں سے کوئی نہیں بچا پھر سورج نکلتے نکلتے ان سے جا ملے، دونوں جماعتیں ایسی جگہ ملیں کہ سمندر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے سامنے ہے اور ان کے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر، اس پریشانی سے نجات پانے کے لئے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے دعا کیلئے اصرار کیا چنانچہ اس وقت تنگی کشادگی میں بدل گئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنا عصا سمندر میں ماریں چنانچہ جب انہوں نے مارا تو سمندر پھٹ گیا پھر ہر راستہ بلند و بالا پہاڑ جیسا ہوگیا اور بارہ راستے بن گئے ہر جماعت کے لئے ایک راستہ ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا پس زمین خشک ہوگئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

﴿فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقاً فِيْ الْبَحْرِ يَبَساً لَّاتَخَفْ دَرَكاً وَّ تَخْشىٰ﴾

(طه: ٧٧)

ترجمہ: اور ان کے لئے دریا میں خشک راستے بنالے پھر نہ تجھے کسی کے آ پکڑنے کا خطرہ ہوگا نہ ڈر۔

پانی راستوں کے درمیان کھڑکیوں کی طرح پھٹ گیا تاکہ ایک جماعت دوسری کو دیکھ سکے اور انہیں یہ شک نہ ہو کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے، جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سمندر پار کر گئے تو فرعون یہ منظر دیکھ کر سخت حیران ہوا، ہکا بکا رہا اور ڈر گیا اور واپسی کا ارادہ کیا، افسوس! اس کے لئے جائے فرار کہاں ہے؟ نوشتہ تقدیر پورا ہو کر رہا اور دعا قبول کر لی گئی، فرعون اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکا چنانچہ اپنے امراء کے سامنے قوت کا مظاہرہ کیا اور کہا کہ بنی اسرائیل سمندر کے ہم سے زیادہ حقدار نہیں پس سارے کے سارے لوگ سمندر میں داخل ہو گئے جب سمندر کے بیچ میں ہوئے اور پورے لوگ سمندر میں آ گئے اور جونہی ان میں سے پہلے شخص نے نکلنے کا ارادہ کیا قادر مطلق نے سمندر کو ان پر مل جانے کے لئے حکم دیا پس وہ مل گیا اور کوئی نجات نہیں پا سکا اور لہریں انہیں غوطہ دینے لگیں، فرعون کو لہروں نے اپنی لپیٹ میں لے پھر اس پر موت کی سختیاں طاری ہو گئیں اور پکار اٹھا:

﴿...... اٰمَـنْـتُ اَنَّـهٗ لَاۤاِلٰـهَ اِلَّا الَّـذِیْۤ اٰمَـنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (یونس: ۹۰)

ترجمہ: کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

فرعون ایسے وقت ایمان لایا جب اس کا ایمان نفع بخش نہیں رہا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرعون سے جواباً کہا:

﴿آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ﴾ (یونس:

(۹۱)

ترجمہ: اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔

جب بعض افراد کو فرعون کی موت کے بارے میں شک ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ فرعون کی لاش اس کی معروف ومشہور زرہ کے ساتھ زمین کے ایک اونچے حصہ پر ڈال دے تاکہ لوگوں کو اس کی موت وہلاکت کا یقین ہو جائے۔[1]

....

[1] تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۴۳۰، ۴۳۱۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جاں کنی اور قبروں میں انکی حالتوں کو بیان فرمایا ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی کا انتقال ہوا، ہم ان کے جنازے میں گئے، آنحضرت ﷺ بھی ساتھ تھے، قبرستان پہنچے تو ابھی لحد (قبر) تیار نہیں ہوئی تھی، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ قبلہ رو بیٹھ گئے ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے ہم لوگ اس طرح خاموش اور بے حس وحرکت تھے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ ﷺ زمین کریدرہے تھے، پس آپ آسمان کی طرف دیکھتے اور زمین کی طرف دیکھتے اور اپنی نگاہوں کو بلند کرتے اور گراتے، اسی طرح تین مرتبہ کیا پھر فرمایا:
''قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرو'' تین بار کہا پھر فرمایا: ''اے اللہ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں'' تین بار کہا پھر یہ وعظ بیان کیا۔

مومن بندہ موت کے وقت جب کہ وہ دنیا کی آخری ساعت اور آخرت کی پہلی گھڑی میں ہوتا ہے، اس کے پاس آسمان کے فرشتے آتے ہیں، چمکتے ہوئے نورانی سفید چہروں والے گویا کہ ان کے چہرے سورج کی طرح منور ہیں، ان کے ساتھ جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے یہ سب اس کے آس پاس بیٹھ جاتے ہیں اور تا حد نگاہ یہی نظر آتے ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں، اور مرنے

والے کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں ، پھر کہتے ہیں کہ اے پاک روح ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مطمئن روح ۔ چل اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا مندی کی طرف ، یہ سنتے ہی اس کی روح آسانی کے ساتھ جسم سے باہر ہو جاتی ہے جیسے مشک سے پانی کا قطرہ ٹپکتا ہے ، چنانچہ ملک الموت روح کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے (اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب اس کی روح نکلتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیان اور آسمان میں جتنے فرشتے ہیں سب اس پر رحمت بھیجتے ہیں ، اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازے پر مامور فرشتے اللہ سے یہی آرزو اور دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح ان کے پاس سے ہو کر اوپر جائے ۔

ملک الموت کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے جنتی فرشتے اسی وقت اسے لے لیتے ہیں اور جنتی خوشبو مل کر جنتی کفن میں اسے لپیٹ لیتے ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان :

﴿تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَايُفَرِّطُوْنَ﴾ (الانعام: ٦١)

ترجمہ : اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرہ کوتاہی نہیں کرتے ۔ کا مطلب ہے ۔

روئے زمین کی عمدہ ترین خوشبو اس سے پھوٹتی ہے ، اب یہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جو جماعتیں ان سے ملتی ہیں وہ ان سے دریافت کرتی ہیں

....

1 شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: (ملک الموت) ہی کتاب وسنت سے ثابت ہے اور اسے عزرائیل کا نام دینا جو عوام میں مشہور ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے اور احتمال ہے کہ اسرائیلی روایت ہو۔

کہ یہ پاک روح کس کی ہے؟ وہ کہتے ہیں یہ فلاں بن فلاں ہے اس کا وہ اچھا نام بتلاتے ہیں جس سے وہ دنیا میں مشہور تھا، اسی طرح آسمان اوّل تک پہنچتے ہیں اسے کھلواتے ہیں وہ کھول دیا جاتا ہے اور یہاں کے مقرب فرشتے بھی اس کا استقبال کرتے ہیں اور پھر دوسرے آسمان تک اسے پہنچانے جاتے ہیں اسی طرح وہ ساتویں آسمان پر پہنچایا جاتا ہے، جناب باری عزوجل فرماتا ہے: ''میرے اس بندے کے اعمال علیین میں لکھ''۔ علیین لکھی ہوئی کتاب ہے جس کا مقرب فرشتے مشاہدہ کرتے ہیں، چنانچہ اس کے اعمال علیین میں لکھ دیئے جاتے ہیں، پھر کہا جاتا ہے کہ اس کو زمین کی جانب لوٹا دو کیونکہ میرا ان سے وعدہ ہے کہ میں نے انہیں اسی (زمین) سے پیدا کیا، پھر اسی میں لوٹاؤں گا اور پھر دوبارہ اسی نے نکالوں گا۔

چنانچہ وہ زمین کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اور اس کی روح جسم میں واپس لوٹا دی جاتی ہے لوگ جب میت کو دفن کر کے لوٹتے ہیں تو ان کے جوتوں کی آہٹ وہ سنتا ہے اور اس کے بعد اسکے پاس دو سخت ڈانٹنے والے فرشتے آتے ہیں اور اس کو ڈانٹتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ مومن بندہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے، پھر فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے، پھر سوال کرتے

ہیں کہ اس آدمی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں، فرشتے ان سے پوچھتے ہیں تمہارا عمل کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے قرآن مجید کو پڑھا اس پر ایمان لایا اوراس کی تصدیق کی، پس وہ اس کو ڈانٹیں گے اور کہیں گے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ یہ مومن پر پیش ہونے والی آخری آزمائش ہے اور یہی مطلب ہے اس آیت کریمہ کا:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ﴾ (ابراھیم: ۲۷)

ترجمہ: اللہ پاک ایمان والوں کو سچی اور مضبوط بات کے ساتھ ثابت رکھتا ہے زندگانی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ وہ جواب دے گا کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے، میرا دین اسلام ہے، میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔

اسی وقت آسمان سے منادی ہوتی ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے اس کے لئے جنتی فرش بچھا دو، اسے جنتی لباس پہنا دو اوراس کی قبر میں جنت کا دروازہ کھول دو چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے اور جنت کی تر وتازگی اور خوشبو وغیرہ اسے پہنچنے لگتی ہے اور تا حد نگاہ اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کے پاس ایک بہت ہی خوبصورت، حسین، بہترین لباس پہنے ہوئے اور خوشبو سے مہکتا ہوا شخص آتا ہے اور کہتا ہے خوش ہو جاؤ اب تو راحت وسروراور چین وآرام ہی ہے، تمہیں اللہ تعالیٰ کے رضامندی اور ایسی

جنت کی بشارت ہے جس کی نعمتیں ابدی ہیں یہ وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا تھا، یہ شخص کہے گا کہ اللہ تعالیٰ تجھے خوش وخرم رکھے بتا تو کون ہے؟ آپ کی خوبصورتی ،رعنائی اور اچھائی نے میرا دل موہ لیا، وہ جواب دے گا کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں اللہ کی قسم مجھے علم ہے کہ آپ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں جلدی کرتے اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے تھے جس کا تمہیں بہترین صلہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔

پھر اس کے لئے ایک دروازہ جنت کا اور ایک دروازہ جہنم کا کھولا جائے گا اور کہا جائے گا اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہوتی تو تمہارا ٹھکانہ یہی ہوتا ،لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کے بدلے یہ مقام عطا کیا وہ جب جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھے گا تو کہے گا کہ الٰہی قیامت جلدی قائم ہو جائے تا کہ میں اپنے اہل وعیال اور مال واولاد سے جا ملوں تو کہا جائے گا جاؤ آرام کرو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کافر موت کے وقت جب کہ وہ دنیا کی آخری ساعت اور آخرت کی پہلی گھڑی میں ہوتا ہے ت اس کے پاس سخت خوفناک چہروں والے فرشتے جہنمی ٹاٹ لئے ہوئے آسمان سے آتے ہیں اور اس کے سامنے اس طرح بیٹھ جاتے ہیں کہ تا حد نگاہ نظر آتے ہیں پھر ملک الموت آکر اس کے سرہانے بیٹھ کر کہتا ہے کہ: اے ناپاک خبیث روح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب وغصہ کی طرف چل، یہ سنتے ہی وہ روح جسم میں ادھر ادھر چھپنے لگتی ہے تو وہ اسے کھینچتے ہیں جس طرح سے بھیگے ہوئے اون سے زیادہ قنی والا آنکڑا نکالا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ

رگیں اور پٹھے کٹ کر نکل جاتے ہیں۔

اس وقت آسمان وزمین کے درمیان اور آسمان میں جتنے فرشتے ہیں سبھی اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازے پر مامور فرشتہ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہے کہ اس کی روح اس کے پاس سے ہوکر اوپر کو نہ جائے ، ملک الموت اسکی روح کو جیسے ہی نکال کر لیتا ہے اسی وقت فرشتے ان کے ہاتھ سے لے لیتے ہیں اور جہنمی ٹاٹ میں اسے لپیٹ لیتے ہیں۔

اس کے جسم سے روئے زمین کی سب سے بد بودار لاش کی سی بو نکلتی ہے، اب اسے لیکر اوپر چڑھتے ہیں ،فرشتوں کی جو جماعت ملتی ہے، دریافت کرتی ہے کہ یہ خبیث روح کس کی ہے؟ یہ اس کا وہ نام بتاتے ہیں جس بدترین نام سے وہ دنیا میں مشہور تھا؟ اسی طرح جب آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں ، اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن کھولانہیں جاتا ، پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی :

﴿لَاتُـفَتَّـحُ لَهُـمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِى سَمِّ الْخَيَاطِ﴾ (الاعراف: ٤٠)

ترجمہ: ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور نہ ہی جنت میں داخل ہوسکتے ہیں جب تک کہ سوئی کے ناکے میں اونٹ نہ چلا جائے۔

اسی وقت اللہ کا فرمان جاری ہوتا ہے کہ اس کا ٹھکانہ زمین کے اندر سجین میں لکھ لو، پھر کہا جاتا ہے کہ میرے بندے (کی روح) کو زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میرا ان سے وعدہ ہے کہ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا ہے اور پھر اسی طرف لوٹاؤنگا

اور دوبارہ پھر اسی سے نکالوں گا، پس اس کی روح آسمان سے پھینک دی جاتی ہے یہاں تک کہ جسم پر گرتی ہے پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِى مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ (الحج: ۳۱)

ترجمہ: اللہ کے ساتھ جس نے شرک کیا گویا وہ آسمان سے پھینک دیا گیا اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز جگہ پھینک دے گی۔

اب اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے ط واپس ہونے والے لوگوں کی جوتوں کی آہٹ سن ہی رہا ہوتا ہے کہ اسی وقت اس کے پاس سخت ڈانٹنے والے دو فرشتے آتے ہیں اسے ڈانٹتے ہیں اور بٹھاتے ہیں، پھر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ گھبرا کر کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا، پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ پھر وہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا، فرشتے پھر سوال کرتے ہیں کہ جو آدمی تم میں بھیجا گیا تھا تو اس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ تو وہ آپ ﷺ کا نام نہیں بتا سکے گا، کہا جائے گا کہ محمد؟ تو جواب دے گا کہ افسوس میں نہیں جانتا لوگوں کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے چنانچہ اس سے کہا جائے گا نہ تو نے پڑھا اور نہ تو جانا۔

اسی وقت آسمان سے منادی آواز دے گا یہ جھوٹا ہے اس کے لئے جہنم کا بچھونا بچھا دو اور اس کے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو چنانچہ یہی ہوتا ہے اور اسے جہنم کی گرمی، تپش اور آگ کی لپٹیں لگنے لگتی ہیں اور اس کی قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی

پسلیاں باہم مل جاتی ہیں۔

پھر اس کے پاس اس نہایت ہی ڈراؤنی شکل کا انسان آتا ہے جو بدترین لباس میں ہوتا ہے جس کے جسم ولباس سے سڑی ہوئی بدبو نکل رہی ہوتی ہے وہ اس سے کہتا ہے لے اب میرے وقت کے لئے تیار ہو جائے، آج ہی کا تجھ سے وعدہ تھا اب عذاب کے مزے چکھ، اللہ تعالیٰ تجھے برباد و ہلاک کرے بتا تو کون ہے؟ تیری ہیبت سے تو میں اَدھ مُوا ہو رہا ہوں، وہ کہتا ہے میں تمہارا برا عمل ہوں۔ اللہ کی قسم مجھے علم ہے کہ تو اللہ کی فرمانبرداری سے بھاگتا اور جی چراتا تھا اور اللہ کی نافرمانیاں کرنے میں بڑا تیز تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا برا بدلہ دیا۔

پھر اس کی قبر میں ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو اندھا بہرا اور گونگا ہوتا ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گھن ہوتا ہے کہ اگر اسے پہاڑ پر مار دیا جائے تو پہاڑ مٹی بن جائے گا، اس شخص کو اسی سے مارا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیتا ہے، دوبارہ فرشتہ اس کو مارتا ہے جس سے وہ ایسی چیخ مارتا ہے کہ اس کی آواز کو انسانوں اور جنوں کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے، پھر جہنم کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور آگ کے بستر بچھا دیئے جاتے ہیں تو اس وقت کہتا ہے یا الٰہی قیامت نہ قائم کی جائے۔[1]

....

[1] یہ حدیث صحیح ہے ائمہ کرام کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے میں نے اسے مختلف طرق سے نقل کیا ہے جیسا کہ شیخ البانی حفظہ اللہ نے ''احکام الجنائز'' میں ذکر کیا ہے، مزید تفصیل کے لئے ص ۲۰۲ میں دیکھیں، ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مختلف الفاظ اور مختلف طرق کا ذکر اپنی تفسیر ''ابن کثیر'' ج ۲، ص ۱۳۱ میں کیا ہے اور اسی حدیث کو ابن حجر نے اپنی کتاب ''فتح الباری'' ج ۳، ص ۲۳۴ - ۲۴۰ میں کیا ہے جس میں انہوں نے مختلف الفاظ اور مختلف طرق کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات

جس دن اللہ کے رسول ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کو سخت تکلیف میں دیکھ کر کہا: کہ ہائے میرے ابا جان کی تکلیف! تو ان سے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے کہا کہ تمہارے باپ پر آج کے بعد کوئی کرب نہ ہوگا۔[1]

اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈبہ تھا جس میں اپنے ہاتھوں کو ڈبوتے پھر اپنے چہرے پر پھیرتے ہوئے کہتے تھے:

'' لَااِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ، اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ ''۔

ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں یقیناً موت کی سختیاں ہیں ۔ [2]

اللہ کے رسول ﷺ کا مرض بڑھتا گیا یہاں تک کہ گویائی کی سکت نہ رہی صرف اشارہ کرتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات آگئے ۔

آپ کا سر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں تھا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ میں مسواک لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی طرف دیکھا جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ کو مسواک کی طلب ہے پھر انہوں نے ان سے مسواک لے کر نرم کیا اور آپ ﷺ نے مسواک کی ،

....

1 صحیح البخاری حدیث (۴۴۶۲)۔

2 صحیح البخاری، حدیث (۴۴۴۹)

جب آپ ﷺ مسواک کر چکے تو اپنے ہاتھ یا انگلی کو اٹھایا اور نگاہ چھت کی طرف بلند کی اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی طرف کان لگا کر سننے لگیں ، آپ ﷺ پڑھ رہے تھے :

" مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ ، وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلىٰ اَللَّهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعَلىٰ "۔

ترجمہ: اے اللہ میرا معاملہ انبیاء ، صدیقین ، شہداء اور نیک لوگوں کے ساتھ کر ، جن

پر تو نے انعام کیا ہے اے اللہ تو مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے فیق الاعلی سے ملا دے اے اللہ رفیق اعلیٰ۔

اسے تین بار کہا اور یہی آپ ﷺ کے آخری کلمات تھے پھر آپ کا ہاتھ لڑھک گیا اور آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملے [1] فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے ابو جان! جنہوں نے رب کی دعوت پر لبیک کہا، اے ابو جان جن کا مسکن جنت الفردوس ہے، اے میرے ابو جان آپ کی موت کی خبر ہم فرشتہ جبرئیل کو دیتے ہیں[2]

۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

فَبَكِّى رَسُولَ اللّٰهِ يَا عَيْنُ عَبْرَةً وَلَا اَعْرِفَنَّكِ الدَّهْرَ دَمْعَكِ يَجْمُدُ

....

[1] صحیح بخاری، حدیث (۴۴۶۳، ۴۴۴۹) صحیح مسلم (۲۴۴۴)

[2] صحیح بخاری، حدیث (۴۴۶۲)

وَمَا لَكِ لَاتَبْكِيْنَ ذَا النِّعْمَةِ الَّتِىْ عَلَى ا لنَّاسِ مِنْهَا سَابِغٌ يَتَغَمَّدُ

فَجُوْدِىْ عَلَيْهِ بِالدَّمُوعِ وَاَعْوِلِىْ لِفِقْدِ الَّذِىْ لَا مِثْلَهُ الدَّهْرَ يُوْجَدُ

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُوْنَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ وَلَا مِثْلَهُ حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

ترجمہ: اے آنکھ تو اللہ کے رسول ﷺ پر خوب رو لے، اور میں زمانے کو ہرگز تمہارے آنسو کے خشک ہونے کی خبر نہیں دونگا۔

تجھے کیا ہوگیا ہے تو اس ہستی پر نہیں روتی جس کی نعمتیں اور رحمتیں سارے لوگوں پر سایہ فگن تھیں۔

تو خوب آنسو بہالے جی بھر کر رولے اس ذات گرامی کی نایابی پر، جس کا مثیل زمانے میں نہیں۔

اور گزرے ہوئے لوگوں نے محمد ﷺ جیسا نہیں کھویا اور نہ ہی ان کے مثل قیامت تک کوئی چیز گم ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات میں عبرت ونصیحت

ارشادربانی ہے:

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ﴾ (الزمر: ٣٩)

ترجمہ: بیشک آپ مرنے والے ہیں اور تمام لوگ مرنے والے ہیں۔

''اللہ تمہیں اس بات کے علم کی توفیق عنایت کرے'' اللہ کے رسول ﷺ کی موت وحیات اور قول وفعل میں اچھا نمونہ ہے اورن کے تمام احوال میں ناظرین کے لئے عبرت، بصیرت کے طالبین کے لئے بصیرت، کیونکہ اللہ کے نزدیک آپ ﷺ سے بزرگ تر کوئی نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ اللہ کے خلیل، محبوب اور رازداں تھے نیز آپ ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے، رسول اور نبی تھے۔

آپ غور کریں! کیا اللہ نے آپ کو مدت حیات ختم ہونے کے وقت ذرا بھی فرصت دی؟ کیا اللہ نے آپ کی موت کو وقت متعینہ سے ایک لحہ بھی مؤخر کیا؟ نہیں، بلکہ اللہ نے مخلوق کی روحوں کے قبض پر مامور فرشتوں کو آپ کی طرف بھیجا پھر ان

لوگوں نے آپ کی پاک وشریف روح کو پاک جسم سے نکال کر رحمت ورضوان ، خیرات وحسان کی طرف لیجانے میں جلدی کی بلکہ اللہ کے قریب سچے مقام پر پہنچایا اس کے باوجود جاں کنی کی تکلیف سخت ہوگئی اور موت آ گئی اور آپ کی پریشانی بڑھ گئی ، عمر کی وجہ سے آواز بلند ہوگئی ، رنگ بدل گیا ، پیشانی پر پسینہ آ گیا ، آپ کے بائیں اور دائیں پہلو مضطرب ہوگئے ، یہاں تک کہ حاضرین آپ کی وفات پر رو پڑے ، کیا منصب نبوت نے آپ سے موت کو دفع کیا ؟ اور کیا موت نے انہیں بخش دیا ؟ کہ وہ حق کے طرفدار تھے ، مخلوق کو خوشخبری دینے اور ڈرانے والے تھے ، ہرگز نہیں بلکہ حکم کے آگے سر جھکا دیا اور لوح محفوظ میں پائی ہوئی چیز کی اتباع کی ۔

یہ آپ ﷺ کا حال تھا جب کہ آپ اللہ کے نزدیک مقام محمود ارحوضِ کوثر والے ہیں ، آپ ﷺ پہلے شخص ہونگے جو قبر سے نکلیں گے اور قیامت کے روز صاحب شفاعت ہونگے پس حیرت واستعجاب ہے کہ ہم لوگ نصیحت نہیں حاصل کرتے اور نہ ہی ان باتوں پر یقین رکھتے ہیں جو ہمیں ملتی ہیں بلکہ ہم نفسانی خواہشات کے غلام اور منکرات وسیئات کے دلدادہ بن کر رہ گئے ہیں ۔

ہم لوگ کیوں نہیں سید المرسلین امام المتقین حضرت محمد ﷺ کی وفات سے عبرت حاصل کرتے ، شاید ہم اس گمان میں ہیں کہ ہم اس دنیا میں ہمیشہ رہیں گے یا پھر ہمیں یہ وہم ہے کہ ہم اللہ کے نزدیک اپنے اعمال کے باوجود باعزت ہیں ، ہرگز نہیں ...... بہت بعید ہے ، بلکہ ہمیں یہ یقین کرنا چاہئے کہ ہم سب لوگ ایسی جہنم سے گزارے جائیں گے کہ جس سے صرف پرہیزگار ہی بچ سکیں گے ۔[1]

جاں کنی کے بعض مناظر

جاں کنی کا ایک منظر

اللہ کے رسول ﷺ ابوطالب کی وفات کے وقت ان کے پاس آئے تو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کو پایا، آپ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب سے کہا لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے میں اس کلمہ کو اللہ کے یہاں آپ کے لئے حجت بناؤنگا تو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی بولے کہ اے ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کے دین سے پھر رہے ہو؟ بار ہا اللہ کے رسول ﷺ ابوطالب پر اس کلمہ کو پیش کرتے رہے اور وہ لوگ اپنی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ آخر میں ابوطالب نے ان لوگوں سے یہ کہا کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہے اور لا الہ الا اللہ کہنے سے

....

[1] دیکھئے احیاء علوم الدین ۲/ ۲۷۵، ۲۷۶۔

انکار کر دیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم، میں اس وقت تک آپ کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتا رہوں گا جب تک کہ روک نہ دیا جاؤں'' جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾

(التوبه:۱۱۳)

ترجمہ: پیغمبراور دوسرے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگیں، نیز یہ بھی اس سلسلے میں نازل ہوئی۔

﴿اِنَّکَ لَاتَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ﴾ (القصص: ٥٦)

ترجمہ: آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ہدایت والوں سے وہ خوب آگاہ ہے۔[1]

یہ واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دوست واحباب کی صحبت کا بڑا اثر ہوتا ہے کیونکہ ایک دوست اپنے دوست کو گمراہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے جہنم میں پہنچا دیتا ہے، اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور مشرکین میں لڑائی ہوئی اور آپ ﷺ کے ساتھیوں میں ایک ایسا شخص تھا جو ہر کمزور اور طاقتور کو اپنی تلوار

....

[1] صحیح بخاری (۳۸۸۴) صحیح مسلم (۲۴)۔

کی ضرب سے موت کی نیند سلا دیتا تھا پس لوگوں نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے وہ کام نہیں کیا جو فلاں نے کیا تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے کہا کہ وہ جہنمی ہے ان لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں اس کا دوست ہوں پھر اس کے پیچھے

لگ گیا چنانچہ اس بہادر شخص کو زخم لگا تو اس نے موت کے لئے جلدی کی اور اپنی تلوار کے دستہ کو زمین پر اور اس کی نوک کو اپنے سینے پر رکھا پھر خود کو اپنی تلوار پر گرا کر اپنے آپ کو ہلاک کر دیا چنانچہ وہ آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور پورا واقعہ آپ سے بیان کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''کہ یقیناً آدمی ایسا کام کرتا ہے جو لوگوں کی نگاہوں میں جنتیوں والا عمل دکھائی دیتا ہے لیکن وہ جہنمیوں میں سے ہوتا ہے اور یقیناً آدمی ایسا کام کرتا ہے جو لوگوں کی نظروں مین جہنمیوں والا عمل دکھائی دیتا ہے لیکن وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے''۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک روایت میں یہ زیادہ کیا ہے:

''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ''

ترجمہ: یعنی اعمال کا دارو مدار خاتمہ پر ہے۔

یہ واقعہ نفس اور اس کی گردش سے بچے رہنے نیز خواہشات نفس اور اس کی طرف مائل ہونے سے خبردار کرتا ہے اور یہ کہ آدمی اپنے نیت کی اصلاح پر توجہ دے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتا تھا جب وہ بیمار ہوا تو نبی ﷺ اس بچے کی عیادت کرنے کے لئے آئے اور سر کے قریب بیٹھے، اسلام کو اس پر پیش کیا اور کہا: ''اسلم'' اسلام قبول کرلو، بچے نے اپنے والد کی طرف دیکھا جو اس کے قریب ہی تھا تو باپ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ابوالقاسم کی بات مان لو، پس اسلام قبول کرلیا، نبی ﷺ یہ کہتے ہوئے کھڑے

ہوئے: ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اسے جہنم سے بچالیا۔[1]

حالت نزع میں انسان کی کیفیت

بعض اہل علم نے موت اور جاں کنی کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے:
جان لو! حقیقت میں جاں کنی کی سخت تکلیف کو وہی شخص جان سکتا ہے جس کا اس کو سابقہ پڑا ہو اور جس کا سابقہ نہیں پڑا ہے وہ اپنے اوپر آمدہ آلام ومصائب پر قیاس کر کے جان سکتا ہے۔

نزع کی تکلیف بالذات روح پر حملہ آور ہوتی ہے پھر اس کے تمام اجزاء کو یہاں تک کہ ہر رگ، ہر پٹھہ، ہر جوڑ، ہر بال کی جڑ، ہر چمڑی اور سر کے تلوؤں تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

جاں کنی کی تکلیف کو بیاں نہیں کیا جا سکتا یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ موت کی تکلیف تلوار کی ضرب، آری اور قینچی کی کاٹ سے بھی سخت ہوتی ہے کیونکہ آری یا تلوار کی ضرب سے جو تکلیف ہوتی ہے وہ جسم اور روح کے باہمی تعلق کی وجہ سے ہوتی ہے اب تصور کیجئے کہ یہ حالت خود روح پر طاری ہو تو تکلیف کی کیا کیفیت ہوگی۔

....

[1] صحیح بخاری ۳/۱۷۶، صحیح مسلم (۳۰۹۵)

تلوار کی زد میں آنے والا شخص مدد طلب کرتا ہے، اپنی زبان اور دل میں قوت

باقی رہنے کی وجہ سے چیخ مارتا ہے، لیکن جاں کنی میں پڑنے والا شخص جس کی آواز اور چیخ ختم ہو جاتی ہے نیز اس کی قوت اور اعضاء کمزور پڑ جاتے ہیں اس لئے کہ تکلیف کی شدت اس کے سینے تک پہنچ جاتی ہے یہاں تک کہ پورا جسم تکلیف زدہ ہو جاتا ہے پھر تمام اعضاء وجوارح کو نیم جاں کر دیتا ہے اور استغاثہ کی ساری قوت ختم ہو جاتی ہے۔

موت کی تکلیف عقل کو ناکارہ، زبان کو گنگ اور اعضاء کو کمزور کر دیتی ہے او رحالت نزع کا شکار راحت کی خاطر چیخ وپکار وغیرہ کرنا چاہتا ہے لیکن اسے اس کی طاقت نہیں رہتی اور اس میں اگر کچھ طاقت باقی رہ جاتی ہے تو اس کے سینے اور حلق سے روح قبض کئے جانے کے وقت گڑگڑاہٹ اور آواز سنائی دیتی ہے نیز رنگ فق پڑ جاتا ہے، تکلیف پورے جسم میں پھیل جاتی ہے یہاں تک کہ آنکھ کی سیاہی پلک کی طرف چڑھ جاتی ہے زبان اپنی جڑ کی طرف کھنچ جاتی ہے اور انگلیوں کے پور نیلے پڑ جاتے ہیں، اب ایسے جسم کا حال نہ پوچھئے جس کی تمام رگیں کھنچ چکی ہوں پھر جسم کے تمام اعضاء آہستہ آہستہ بے جان ہو جاتے ہیں، پہلے اس کے دونوں قدم ٹھنڈے پڑتے ہیں پھر دونوں پنڈلیاں پھر دونوں ران اور ہر عضو پر سختی پر سختی اور تکلیف پر تکلیف طاری ہوتی جاتی ہے کہ روح نرخرے تک پہنچ جاتی ہے اب اس کی نگاہ دنیا وما فیہا سے کٹ جاتی ہے اس پر توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور ندامت وحسرت اسے گھیر لیتی ہے۔[1]

....

ا احیاءعلوم الدین جلد۴ص ۴۶۱۔

گزرے ہوئے لوگوں کے حالات میں جاں کنی کے مناظر

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آئیں اور یہ شعر پڑھا:

لَعَمْرُكَ مَا يُغْنِى الثَّرَاءُ عَنِ الْقَتىَ إِذَا حَشْرَجَتْ يَوماً وَضَاق بَهَا الصَّدَرُ

ترجمہ: تیری عمر کی قسم جب جاں کنی کے وقت گھنگرو بولنے لگے گا اور دل تنگ ہو جائے گا تو نوجوانوں کو ان کا مال کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرے کو کھولا اور کہا کہ ایسا نہ کہو، بلکہ تم یہ کہو:

﴿وَجَآءَتْ سَكْرَتُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ﴾ (ق:١٩)

ترجمہ: اور موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ آپہنچی، یہی ہے جس سے تو بدکتا پھرتا تھا۔

دیکھو یہ میرے دو کپڑے ہیں انہیں دھولو، اسی میں مجھے کفنانا کیونکہ زندہ لوگ

مردوں کے بہ نسبت نئے کپڑوں کے زیادہ ضرورت مند ہوتے ہیں۔[1]

....

[1] الثبات عندالممات، لابن الجوزی ص ۹۹۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر میری آغوش میں تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے سر کو زمین پر رکھ دو، میں نے گمان کیا کہ شاید ناگواری کی وجہ سے کہہ رہے ہیں، اس لئے میں نے نہیں رکھا پھر فرمایا کہ میرے رخسار کو زمین پر رکھ دو، میرے اور میری ماں کے لئے ہلاکت ہے اگر مجھے اللہ نہ بخشے۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حضرت ہمام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو وہ رونے لگے، ان سے کہا گیا، اے ابو ہریرہ! کون سی چیز آپ کو رلا رہی ہے؟ فرمایا:

زادراہ کی کمی، سفر کی مسافت اور دشوار گزار گھاٹی جس کی انتہا جنت ہے جہنم۔[2]

....

ا؎ وصایا العلماء عند حضور الموت للربعی ص ۳۷۔

۲؎ وصایا العلماء عند حضور الموت للربعی ص ۵۸۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو فرمایا:

تم لوگ مجھ پر مت روؤ کیونکہ میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی گناہ نہیں کیا۔[1]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جاں کنی

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عمران کے والد ذکوان نے بیان فرمایا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت کے وقت ان کے پاس آنے کے لئے اجازت طلب کی، ذکوان کہتے ہیں پس میں داخل ہوا تو ان کے بھائی عبدالرحمٰن کے لڑکے عبداللہ ان کے سر کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، میں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما اجازت طلب کر رہے ہیں تو آپ فرماتی ہیں:

''مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی اس بات کی حاجت

کہ وہ میری خوبی اور صفائی بیان کریں تو عبداللہ نے کہا: اے ماں! ابن عباس رضی اللہ عنہما تیری صالح اولاد میں سے ہیں جو تجھے الوداع اور سلام کہہ رہے ہیں تو فرمایا کہ اگر تم چاہو تو انہیں اجازت دے دو۔

راوی کا بیان ہے کہ ابن عباس آئے اور بیٹھے پھر فرمایا: کہ اے عائشہ خوش ہو جاؤ ،اللہ کی

....

۱ وصایا العلماء عند حضور الموت للربعی ص ۹۱۔

قسم آپ کی روح جسم سے نکلتے ہی آپ کی ہر پریشانی ختم ہو جائے گی محمد ﷺ اور اپنے احباب سے ملاقات کر لیں گی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اے ابن عباس ایسا کیسے کہہ رہے ہو؟ فرمایا: نبی ﷺ کے نزدیک عورتوں میں آپ سب سے محبوب، پاکباز و پاک طینت تھیں اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ زیادہ محبت کرتے تھے، جب آپ کا ہار غزوہ ابوا کی رات گر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو تلاش کرنے میں صبح کر دی تا کہ وہ مل جائے اور لوگوں کا پانی ختم ہو گیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيْدًا طَيِّباً﴾ (النساء: ۴۳)

ترجمہ: پس تم لوگ پاک مٹی سے تیمّم کرو۔

یہ آیت آپ کی وجہ سے نازل ہوئی ورنہ اس امت کو یہ رخصت نہ ملی ہوتی، پھر اللہ نے آپ کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمائی اور کوئی مسجد ایسی

نہی کہ جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو اور آپ کی برأت کی آیتیں رات اور دن کے حصوں میں تلاوت نہ کی جاتی ہوں، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابن عباس! رہنے بھی دیں اللہ کی قسم میں تمنا کرتی ہوں کہ میں کچھ نہ ہوتی [1]

[1] نزھۃ الفضلاء تہذیب سیر اعلام النبلاء ص ۱۳۰۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابن ابی السرح کی جاں کنی کا وقت آیا تو وہ مقام رملہ پر تھے اور وہاں فتنہ کے خوف سے بھاگ کر گئے تھے، رات کے وقت لوگوں سے پوچھنے لگے کہ کیا صبح ہوگئی؟ تو کہتے نہیں، جب صبح ہوئی تو کہا کہ اے ہشام! دیکھو مجھے صبح کی ٹھنڈک کا احساس ہو رہا ہے، پھر کہا: اے اللہ! تو میرا خاتمہ صبح میں کر، پھر وضو کیا اور نماز پڑھی، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ العادیات پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کی بعد اور کوئی سورت، دائیں طرف سلام پھیرا اور بائیں طرف سلام پھیرنے ہی والے تھے کہ روح قفص عنصری سے پرواز کرگئی، اللہ ان سے راضی ہو [1]

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی جاں کنی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کی بیوی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت بلایا اور کہنے لگیں کہ سوکنوں میں جو حسد اور جلن ہوتی ہے وہ ہم میں بھی تھی اللہ تعالیٰ لوگوں کے گناہوں کو معاف کرے، تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے، درگزر فرمائے، اور آپ کے لئے آسانی کرے، پھر فرمایا: تم نے مجھے خوش کر دیا

....

[1] نزھۃ الفضلاء تہذیب سیر اعلام النبلاء ص۲۱۴۔

اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی اس طرح کا پیغام بھیجا۔[1]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ابودرداء رضی اللہ عنہ کی جاں کنی کا وقت آپہنچا تو کہنے لگے: میرے آج کے اس دن جیسے دن کے لئے کون عمل کرے گا، میری آج کی کیفیت جیسی کیفیت کے لئے کون تیاری کرے گا۔[2]

حضرت ابودارداء رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرمایا: جب حذیفہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو بولے:''میرا محبوب تنگی کے عالم میں میرے پاس آیا اب پشیمانی کا کوئی فائدہ نہیں، مجھے نہیں معلوم کہ میرے بعد کیا ہوگا، اس اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے فتنے اس کے قائدین اور اس میں شامل لوگوں سے پہلے موت دی''۔

حضرت نزال بن سبرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابومسعود انصاری رضی

....

[1] تاریخ دمشق، تراجم النساء ص۹۲۔

[2] نزھۃ الفضلاء ص۱۶۱۔

اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت کیا کہا؟ انہوں نے فرمایا کہ جب صبح ہوئی تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا:''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں جہنم کی طرف لے جانے والی صبح سے'' تین بار کہا، پھر فرمایا: میرے لئے دو سفید کپڑے خریدو کیونکہ وہ دونوں میرے اوپر تھوڑی دیر رہیں گے پھر انہیں ان سے اچھے میں بدل دیا جائے گا یا وہ بری طرح سے چھین لیا جائے گا۔[1]

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حضرت عوانہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تعجب ہے کہ موت جب کسی پر آتی ہے اور عقل اس کے ساتھ ہوتی ہے تو کیوں نہیں وہ موت کی صفت بیان کرسکتا؟ پھر جب ان کی موت کا وقت آیا تو ان کے بیٹے نے اپنے والد کو وہ قول یاد دلایا اور کہا کہ ابو جان! موت کی صفت بیان کریں کہ کیسے آتی ہے؟ فرمایا: کہ اے بیٹے! موت اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے کہ اس کی صفت بیان کی جائے، لیکن میں تمہارے لئے اس کی صفت بیان کرتا ہوں: ''میں ایسا محسوس کرتا ہوں جیسے رضوی پہاڑ میری گردن پر معلق ہے میرے پیٹ میں کانٹا ہے اور میری روح سوئی سے نکل رہی ہے۔

عبداللہ بن صالح روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے کہا اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو ان

....

[1] نزهة الفضلاء ص ۱۶۴۔

کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اور رو پڑے تو ان کے بیٹے عبداللہ نے کہا: اے ابو جان! مجھے معلوم ہے کہ جب بھی آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تکلیف و پریشانی آئی ہے تو آپ نے صبر و تحمل سے کام لیا ہے، باپ نے کہا: اے بیٹے! تیرے باپ پر تین پریشانیاں آئی ہیں ان میں پہلی عمل کا انقطاع، دوسری مطلع کی ہولناکی، تیسری اقرباء کا فراق اور ان میں یہ سب سے آسان ہے، پھر کہا: اے اللہ تو نے حکم

دیا تو میں نے کوتاہی کی، اور تو نے منع کیا تو میں نے نافرمانی کی، اے اللہ تیری صفت تو عفوودرگذر رہے۔[1]

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت کچھ لوگ ان کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ کہہ رہے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں یقیناً میں تجھ سے خوف کھاتا تھا لیکن آج تجھ سے پُرامید ہوں''۔[2]

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

عیینہ بن عبدالرحمٰن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کہ جب ابوبکرہ رضی اللہ عنہ

---

[1] نزھۃ الفضلاء، ص۲۱۹

[2] نزھۃ الفضلاء ص۲۱۹

کو تکلیف و پریشانی لاحق ہوئی تو ان کے بیٹوں نے ڈاکٹر بلانے کے لئے باپ سے پوچھا، باپ نے انکار کردیا، پھر جب موت طاری ہوئی تو کہا: تم لوگوں کے ڈاکٹر

کہاں ہیں؟ اگر وہ سچے ہیں تو اس موت کو واپس کر دیں۔[1]

ایک نوجوان صحابی کی جاں کنی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک نوجوان شخص کے پاس آئے اس حال میں کہ وہ جاں کنی کے عالم میں تھا، آپ نے اس سے پوچھا، کس طرح تم اپنے کو پاتے ہو؟ کہا: یا رسول اللہ پر امید ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ایسے موقع پر کسی بندے کے دل میں دو چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں، مگر جس چیز سے وہ پر امید ہے اسے اللہ عنایت کر دے گا اور جس چیز سے خائف ہے اس سے امان میں رکھے گا۔[2]

....

[1] نزہۃ الفضلاء ص ۲۰۸

[2] الثبات عند الممات ص ۶۷۔

ایک اور صحابی کی جاں کنی

ایک صحابی اپنی موت کے وقت رونے لگا ان سے سوال کیا گیا، تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو دونوں مٹھیوں میں لیا اور فرمایا: یہ لوگ جنتی ہیں اور یہ جہنمی''۔ اور میں نہیں جانتا کہ میں کس مٹھی میں تھا۔[1]

عبرت ونصیحت

یہ صحابہ کرام کی وہ جماعت ہے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی رفاقت کے لئے منتخب فرمایا، انبیاء ورسل کے بعد یہ مخلوق میں سب سے افضل ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے دنیا میں جنت کی بشارت دے دی بلکہ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ جن پر بھی صحابہ کا اطلاق ہوتا ہے اور ان کی موت اسلام پر ہوئی ہے تو وہ جنتیوں میں سے ہیں۔

میرے عزیز بھائی اور بہن! باوجود کہ صحابہ کرام کا مقام بہت بلند ہے ان کے جاں کنی کے وقت کی بہت سی نصیحتوں اور عبرتوں سے کلمات آپ کی نگاہوں سے گزر چکے ہیں، نیک عمل اور جنت کی بشارت ملنے کے باوجود موت کے وقت ان میں سے بعض یہ تمنا کر رہے ہیں کہ وہ پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے، بعض وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کے تصور

....

ا؎ جامع العلوم والحکم،ص۱۷۳۔

سے شدید خوف زدہ ہیں اور بعض وہ ہیں کہ اللہ رحمٰن ورحیم کے سامنے ان کے دل خوف وخشوع اور انکساری سے لبریز ہیں۔

ان چیزوں کا صدور ان نفوس قدسیہ سے ہوا ہے جنہیں صحبتِ رسول ﷺ، نصرتِ دین اور نیک اعمال کی توفیق ملی، پھر ہماری موجودہ صورتحال کا کیا عالم ہوگا......اگر آپ غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے دو برائیاں ایک ساتھ جمع کر رکھی ہیں ،ایک اعمال صالحہ میں تقصیر وتفریط، دوسری گناہوں اور برائیوں میں غلو، پھر ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے اور ان ہولناکیوں اور مشکلات سے مامون ہو گئے جو ہمارے سامنے ہیں۔ کیسے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَالَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ (الزمر: ٤٧)

ترجمہ: اوران کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ظاہر ہوگا جس کا گمان بھی انہیں نہ تھا۔

ہم گمراہی اورفریب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

بعض اسلاف کی جاں کنی کے مناظر

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

مصعب کا بیان ہے کہ عامر نے موذن کی اذان سنی حالانکہ ان پر نزع کی کیفیت طاری تھی ، پھر بھی انہوں نے کہا کہ میرا ہاتھ پکڑ و پھر مسجد میں داخل ہوئے اور امام کے ساتھ مغرب کی ایک رکعت پڑھی پھر انتقال کر گئے ، اللہ ان سے راضی ہو۔

کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو جو نمازوں سے پیچھے رہتے ہیں حالانکہ وہ فارغ البالی ، عیش وعشرت اور صحت و عافیت کی نعمتوں سے ہمکنار ہیں ۔[1]

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حزم قطعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مالک کی جاں کنی کے وقت ہم ان پاس گئے انہوں نے اپنی نگاہ اٹھائی اور کہا:

اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے خواہشات نفس اور پیٹ کے لئے زندگی کو پسند نہیں کیا۔[2]

....

۱؎ نزہتہ الفضلاء ص۴۸۴۔

۲؎ نزہتہ الفضلاء ص۴۹۷۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی جاں کنی

امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد مزنی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی جاں کنی کے وقت میں ان کے پاس گیا اور کہا: اے ابوعبداللہ: آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور کہا:

میں دنیا سے کوچ کر رہا ہوں، دوستوں کو داغِ مفارقت دیئے جا رہا ہوں، برے اعمال سے ملاقات ہونے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کا سامنا ہونے والا ہے، مجھے نہیں معلوم کہ میری روح جنت کی طرف جائے گی کہ میں اسے مبارکباد دوں یا جہنم کی طرف جائے گی کہ میں اس کی تعزیت کروں، پھر رو پڑے اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

وَلَمَّا قَسىٰ قَلْبِى وَضَاقَتْ مَذَاهَبِىْ   جَعَلْتُ رَجَائِىْ دُوْنَ عَفْوِكَ سُلَّمَا

تَعَاظَمَنِى ذَنْبِىْ فَلَمَّا قَرَنْتُهٗ   بِعَفْوِكَ رَبِّى كَانَ عَفْوَكَ اَعْظَمَا

فَمَا زِلْتَ ذَاعَفْوٍ عَنِ الذَّنْبِ لَمْ تَزَلْ   تَجُوْدُ وَتَعْفُوْ مِنَّةً وَّ تَكُرَّمَا

وَلَولَاكَ لَمْ يُغْوىٰ بِاِبْلِيْسَ عَابِدٌ   فَكَيْفَ وَقَدْ اَغْوىٰ صَفِيَّكَ آدَمَ

وَاِنِّى لَآتِى الذَّنْبَ اَعْرِفُ قَدْرَهٗ   وَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ يَعْفُو تَرَحُّمَا ۱؎

ترجمہ: اور جب میرا دل سخت ہوگیا اور کوششوں کے دروازے بند ہوگئے تو میں نے

اپنی ساری امیدوں کو تیرے عفوودرگذر سے وابستہ کردیا۔

....

۱ نزھۃ الفضلاء ص۴۰۷۔

مجھے اپنے گناہ بہت زیادہ لگے مگر جب میں نے اس کا تیرے عفوودرگذر سے مقارنہ کیا تو تیرا عفوودرگذر کہیں زیادہ لگا۔

تو ہمیشہ گناہوں کو بخشتا رہا ہے اور تو اسی طرح احسان وکرم کے ساتھ اپنے عفو ودرگذر کو جاری رکھ

اگر تو نہ ہوتا تو ابلیس کے ذریعہ کوئی عبادت گذار گمراہ نہ ہوا ہوتا حالانکہ کہ ابلیس نے تیرے برگزیدہ بندے آدم علیہ السلام کو گمراہ کیا۔

بلاشبہ میں گناہوں کا پتلا ہوں اور مجھے اس کی مقدار معلوم ہے نیز یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم کرتے ہوئے معاف فرمادے گا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جاں کنی

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی موت کے وقت کہا کہ اے رحم فرمانے والے مجھ پر رحم فرما، میں دنیا والوں کے درمیان مغلوب ہوں اور اپنے نفس کا معالجہ کررہا ہوں۔[۱]

....

[1] وصایا العلماء، ص۹۹۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی جاں کنی

اسماعیل بن ابی اویس رحمہ نے فرمایا: امام مالک رحمہ اللہ بیمار پڑے تو میں نے اپنے گھر کے بعض افراد سے پوچھا کہ موت کے وقت انہوں نے کیا کہا؟ گھر والوں نے جواب دیا کہ کلمہ شہادت پڑھا، پھر کہا:

﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾ (الروم: ٤)

ترجمہ: اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔[1]

حضرت امام احمد رحمہ اللہ کی جاں کنی

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد کی موت قریب ہوئی تو میں ان کے پاس بیٹھا تھا اور میرے ہاتھ میں ایک کپڑا تھا جس سے میں ان کی داڑھی باندھنے کا ارادہ رکھتا تھا، وہ پسینہ سے شرابور ہوتے پھر افاقہ ہوتا، آنکھیں کھولتے اور پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہتے ابھی نہیں، ایک اور مرتبہ اسی طرح کہا جب تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو میں نے پوچھا، اے

ابو جان ! اس وقت آپ کس سے مخاطب تھے؟ کہ آپ کو پسینہ آ گیا تھا یہاں تک ہم سمجھنے لگے کہ آپ کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی ہے پھر اسی طرح سے دوبارہ کہتے ابھی نہیں، تو انہوں نے جواب دیا:

....

[1] سیر اعلام النبلاء، ۸/ ۴۸ - ۱۳۵۔

اے لخت جگر! کیا تم جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا نہیں، تب انہوں نے کہا کہ ابلیس (اس پر اللہ کی لعنت ہو) میرے پاس کھڑا تھا اور مجھ پر غصہ سے انگلیاں چبا رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے احمد! تم مجھ سے بچ نکلے، میں اس سے کہا، ابھی نہیں، یہاں تک کہ میری موت آ جائے۔[1]

یہ امام اہل سنت کا حال تھا کہ شیطان ایسے نازک وقت میں انہیں فتنہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو خیر و شر میں امتیاز نہیں کرتے اور ظلم و زیادتی سے باز نہیں آتے۔

حضرت محمد بن واسع کی جاں کنی

حزم قطعی کا بیان ہے کہ جاں کنی کے وقت ابن واسع نے کہا: اے بھائیو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کہاں لے جایا جا رہا ہوں؟ اللہ کی قسم جہنم کی طرف، یا پھر اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما دے۔[2]

....

۱؎ الثبات عند الممات ص ۱٦۰۔

۲؎ نزھۃ الفضلاء ص ۵۲٦۔

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود کی جاں کنی

حکم سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسود پر جاں کنی کی کیفیت طاری ہوئی تو رونے لگے، ان سے پوچھا گیا تو فرمایا:

آہ! کہاں گئی میری نماز اور کہاں گئے میرے روزے، اور تلاوت کرتے ہوئے اللہ سے جا ملے۔ ۱؎

حضرت ابوحازم اعرج کی جاں کنی

محمد بن مطرف سے روایت ہے کہ ابوحازم کی جاں کنی کے وقت ہم ان کے پاس گئے اور ان کی خیر و عافیت دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا: میں بخیر و عافیت سے ہوں اور اللہ تعالیٰ پُر امید ہوں اور اس سے حسنِ ظن رکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی قسم وہ دونوں شخص برابر نہیں ہوسکتے ایک وہ جو اپنی آخرت بنانے کے لئے صبح وشام دوڑ دھوپ کرتا ہے اور موت آنے سے پہلے اپنے نیک اعمال آگے بھیجتا رہتا ہے یہاں تک کہ آخرت

قائم ہو جائے تو یہ آخرت کا استقبال کرے گا اور آخرت اس کا استقبال کرے گی، اور دوسرا وہ شخص جو دوسرے کی دنیا بنانے کے لئے صبح وشام دوڑ دھوپ کرتا ہے اور آخرت کی طرف اس حال میں لوٹتا ہے کہ آخرت میں اس کا کوئی حصہ بخرانہ ہوگا۔[2]

....

[1] نزھۃ الفضلاء ص۴۶۳۔

[2] نزھۃ الفضلاء ص ۵۲۵

حضرت احمد بن خضرویہ کی جاں کنی

محمد بن حامد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں احمد بن خضرویہ کے پاس بیٹھا تھا اور وہ حالتِ نزع میں تھے، کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا: اے میرے بیٹے! وہ دروازہ جسے میں ۹۵ سال سے کھٹکھٹا تا رہا تھا وہ میرے لئے اب کھلنا چاہتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ وہ میری نیک بختی کی علامت ہوگی یا بدبختی کی، اوراس کا جواب میں کہاں سے دوں۔[1]

حضرت ابوجعفر قرطبی کی جاں کنی

قرطبی نے بیان کیا کہ میں نے اپنے شیخ امام ابوالعباس احمد بن عمرو قرطبی سے اسکندریہ میں سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں اپنے شیخ کے بھائی ابوجعفر بن محمد قرطبی کے پاس قرطبہ میں حاضر ہوا اور وہ حالتِ نزع میں تھے، ان سے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ

کہوتو وہ کہتے تھے،نہیں،نہیں، پھر جب انہیں افاقہ ہوا تو ہم نے انہیں یہ بات یاد دلائی تو فرمایا کہ میرے پاس دو شیطان آئے ایک دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے، ان میں سے ایک کہہ رہا تھا کہ یہودی ہوکر مرو کیونکہ یہی سب سے بہترین دین ہے اور دوسرا کہہ رہا تھا کہ نصرانی ہوکر مرو کیونکہ یہی سب سے بہتر دین ہے،تو میں ان دونوں کو جواب دے رہا تھا،

نہیں،نہیں ......مجھ سے تم دونوں یہ بات کہہ رہے ہو۔[1]

علاء بن زیاد کی جاں کنی

جب علاء بن زیاد کی جاں کنی طاری ہوئی تو رونے لگے ان سے پوچھا گیا کس چیز نے آپ کو رلایا؟ جواب دیا: اللہ کی قسم، میں پسند کرتا تھا کہ موت کا استقبال توبہ سے کروں ،لوگوں نے عرض کی: تو تم کرو (اللہ تم پر رحم فرمائے) چنانچہ پانی مانگا اور وضو کیا، پھر اپنے لئے نیا کپڑا طلب کیا اور اسے پہنا پھر قبلہ رو ہوئے اور اپنے سر سے دوبار یا اسی کے لگ بھگ اشارہ کیا پھر لیٹ گئے اور وفات پا گئے ۔[2]

عامر بن عبداللہ کی جاں کنی

---

[1] الثبات عندالممات ص ۱۷۰۔

جب عامر بن عبداللہ پر موت کی کیفیت طاری ہوئی تو رونے لگے اور فرمایا: ایسی بچھاڑنے کی جگہ کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے، اے اللہ میں تجھ سے استغفار کرتا ہوں کمی اور زیادتی میں، اور تمام گناہوں سے تیری طرف رجوع کرتا ہوں، اللہ کے علاوہ کوئی معبود (حقیقی) نہیں، پھر اس کلمہ کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے،

اللہ ان پر رحم فرمائے۔[1]

ابوعبدالرحمٰن السلمی کی جاں کنی

ابوعبدالرحمٰن السلمی نے اپنی موت سے پہلے کہا: کیسے میں اپنے رب سے امید نہ رکھوں جب کہ میں نے اس کے لئے اسّی سال تک رمضان کے روزے رکھے۔[2]

ابوبکر بن عیاش کی جاں کنی

ابوبکر بن عیاش نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے سے کہا: کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کو ضائع کردے گا جو چالیس سال تک قرآن کریم کو ہر رات ختم

....

[1] التذکرۃ فی احوال الموتی والآخرۃ، ص ۵۷

[2] لطائف المعارف ص ۵۷۵۔

کرتا رہا۔ [3]

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی جاں کنی

جب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی موت کا وقت آیا تو رونے لگے، کہا گیا: اے ابوعمران کس چیز

....

[1] لطائف المعارف، ص۵۷۵۔

[2] جامع العلوم والحکم، ص۴۷۶

[3] جامع العلوم والحکم، ص۴۷۶۔

نے آپ کو رلایا؟ فرمایا: کیوں نہ رووٴں اس حال میں کہ میں اپنے رب کے پیغامبر کا منتظر ہوں، میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے جنت کی بشارت دیں گے یا جہنم کی۔[1]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی جاں کنی

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی موت کے وقت کہا مجھے بٹھا دو، تو لوگوں نے انہیں بٹھا دیا، پس فرمایا کہ میں ہی ہوں جس کو تو نے حکم دیا تو کوتاہی کی اور منع کیا تو نافرمانی کی، لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں، پھر اپنے سر کو اٹھایا اور تیز نظر سے دیکھا، لوگوں نے ان سے کہا: اے امیر المومنین! آپ تیز نگاہوں سے

دیکھ رہے ہیں، امیر المومنین نے کہا: میں اپنے سامنے ایک جماعت دیکھ رہا ہوں جو انسانوں میں سے ہے نہ جنات میں سے، پھر ان کی روح قفص عنصری سے پرواز کرگئی۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔ اور لوگوں نے کسی کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُونَ عُلُوّاً فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَاداً وَالْعٰقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (القصص: ۸۳)

ترجمہ: آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لئے مقرر کردیں گے جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں، پرہیزگاروں کے لئے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔[۲]

---

[۱] وصایا العلماء، ص ۱۰۸ [۲] لطائف المعارف، ص ۵۸۷۔

حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ کی جاں کنی

ابوجعفر تستری نے کہا: ہم ابوزرعہ کے پاس اس حال میں آئے کہ وہ جاں کنی کے عالم میں تھے اور ان کے پاس ابوحاتم، محمد بن مسلم، منذر رشاذان اور علماء کی ایک جماعت موجود تھی تو لوگوں نے تلقین والی حدیث بیان کی، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اپنے مردے کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو''۔[۱]

پس لوگوں نے ابوزرعہ سے شرم محسوس کرنے لگے اور ڈرے کہ انہیں تلقین کریں،

لوگوں نے کہا: لاؤ حدیث کو ذکر کرتے ہیں، تو محمد بن مسلم نے کہا: ہم سے بیان کیا ضحاک بن مخلد نے، ضحاک بن مخلد نے روایت کیا عبدالمجید بن جعفر سے عبدالمجید بن جعفر نے صالح سے اور اس کے آگے نہیں بیان کی لوگ خاموش تھے (مراد ان لوگوں کا یہ رہا کہ ان لوگوں نے غلطی کی یا باقی سندوں کو بھول گئے) تو ابوزرعہ نے کہا: اس حال میں کہ وہ حالت نزع میں تھے، ہم سے بندار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالمجید بن جعفر نے صالح کے واسطے سے، انہوں نے معاذ بن جبل سے، انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ كَانَ آخِرُكَلاَمِهِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه دَخَلَ الْجَنَّةَ''[2]

....

[1] صحیح مسلم (٦/ ٢١٩) ابوداؤد (٣١١٧) ترمذی (٨٧٠) نسائی (٤/ ٥)، ابن ماجہ (١٤٤٥)

-

[2] یہ حدیث صحیح ہے، دیکھئے سنن ابی داود (٣١١٦) مسند احمد (٥/ ٢٤٧)

ترجمہ: جس کا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ رہا جنت میں داخل ہوا، اور پھر وفات پا گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

حضرت ابوعطیہ مذبوح رحمہ اللہ کی جاں کنی

جب ابوعطیہ رحمہ اللہ کی موت آئی تو گھبرا گئے اور رونے لگے، لوگوں نے پوچھا:

کیا تو گھبراتا ہے؟ فرمایا: میں کیوں نہ گھبراؤں بیشک یہ وہی گھڑی ہے جس کے بعد میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے کہاں لے جائیگی۔[1]

حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ کی جاں کنی

علقمہ بن مرثد سے روایت ہے: فرمایا اسود عبادت میں بڑی مشقت اٹھاتے اور روزہ رکھتے یہاں تک کہ وہ لاغر ونحیف ہو گئے جب ان کی موت کا وقت آیا تو رونے لگے، ان سے کہا گیا: یہ کیسی گھبراہٹ ہے؟ فرمایا: کہ میں کیوں نہ گھبراؤں؟ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر اللہ کی جانب سے مجھے مغفرت دے دی جاتی تو اپنے اعمال سے حیا دامن گیر ہو جاتی، انسان اپنے اور اپنے معمولی گناہ کے درمیان ہوتا ہے پس اللہ اس کا گناہ معاف کر دیتا ہے تو وہ اس سے حیا محسوس کرتا رہتا ہے۔[2]

....

[1] الثبات عند الممات، ص۲۱۶۱۔ [2] نزھۃ الفضلاء، ص۳۲۹۔

حضرت عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ کی جاں کنی

قتادہ نے کہا کہ جب عامر رحمہ اللہ کی موت کا وقت آیا تو رونے لگے، کہا گیا: کس چیز نے آپ کو رلایا؟ جواب دیا: میں موت کی گھبراہٹ سے نہیں روتا ہوں اور نہ ہی دنیا کی حرص وطمع کی وجہ سے، بلکہ میں تو روزے اور تہجد کے چھوٹنے پر رو رہا ہوں۔[1]

ایک رافضی اپنی موت کے وقت عقیدہ اہل سنت کی طرف لوٹتا ہے

سلطان ابوالحسن احمد بن بویہ الملقب معزالدولہ جس نے عراق پر بیس سال سے زائد بادشاہت کی اور اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرتا رہا، جب بیمار ہوا تو توبہ کی اور صحابہ کرام کے لئے اللہ سے رضا مندی کی دعا کی، اور صدقہ وخیرات کیا، غلاموں کو آزاد کیا، شراب کو بہایا، اپنے کئے ہوئے ظلم واستبداد پر نادم ہوا اور میراثوں کو رشتہ داروں کی طرف لوٹا دیا۔

جب ان کی موت کا وقت آیا تو بعض علماء کو جمع کیا اور اپنی توبہ کا اقرار کیا، جب صحابہ کرام سے متعلق ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے صحابہ کرام کی فضیلت اور برتری کو بیان کیا، اور یہ بھی ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی جو حضرت فاطمہ سے تھی ان کی شادی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کی، اور رونے لگے یہاں تک کہ ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔[۲]

....

[۱] نزھۃ الفضلاء، ص۳۲۲۔

[۲] سیر اعلام النبلاء (۶/۱۸۹-۱۹۰)، التذکرۃ فی احوال الموت والآخرۃ، ص۸۰۔

حضرت ہارون بن رئاب رحمہ اللہ کی جاں کنی

جعفر بن سلیمان نے بیان کیا: میں ہارون بن رئاب کی عیادت کے لئے گیا اور وہ حالت نزع میں مبتلا تھے، میں نے ان کے پاس بہت سے معزز چہروں کو پایا جو

وہاں موجود تھے، محمد بن واسع نے پوچھا آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ فرمایا: یہ تمہارا بھائی جہنم کی طرف لیجایا جائے گا یا اللہ اسے بخش دے گا، کہا جاتا ہے کہ وہ تراسی (۸۳) سال کے تھے۔ [1]

....

[1] نزھۃ الفضلاء، ص ۴۸۸۔

بعض حکمرانوں، امراء اور سرداران قوم کی جاں کنی کے مناظر

مسلمانوں کے پہلے بادشاہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ

کی جاں کنی

ابوعمرو بن العلاء نے کہا: جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی جاں کنی کا وقت آیا، ان سے کہا گیا آپ وصیت کریں گے؟ تو انہوں نے کہا: اے اللہ تو لغزش کو معاف کر دے، خطا کو در گذر فرما دے اور اپنی بردباری سے اس شخص کی نادانی کو نظر انداز کر دے جو تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھتا ہو کیونکہ تیرے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں، اور یہ شعر پڑھا:

هُوَ الْمَوْتُ لَا مَنْجَى مِنَ الْمَوتِ وَالَّذِىْ   نُحَاذِرُ بَعْدَ الْمَوْتِ اَدْهىٰ وَاَفْظَعُ

ترجمہ: وہ موت ہی ہے جس سے کسی کو راہِ فرار نہیں، موت کے بعد جس چیز سے ہم ڈر رہے ہیں وہ زیادہ سنگین اور ہولناک ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ۶۰ ھ میں وفات پائی اور وہ تہتر سال کے تھے۔ ان کی فضیلت سب کو معلوم ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کی صحبت کا انہیں شرف حاصل ہے، رضی اللہ عنہ وارضاہ [1]

---

[1] نزھۃ الفضلاء، ص ۲۴۵۔

منصور کی جاں کنی

مدائنی سے روایت ہے کہ جب منصور کی جاں کنی کا وقت ہوا تو فرمایا: اے اللہ میں نے تیری مرضی کے خلاف دیدہ دلیری کے ساتھ بڑے بڑے گناہ کئے اور تیرے نزدیک محبوب ترین چیز کی اطاعت کی، اور وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت ہے، یہ تیرا احسان ہے نہ کہ تیرے اوپر احسان، پھر وفات پا گئے۔[1]

عبدالعزیز بن مروان کی جاں کنی

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں عبدالعزیز کی موت کے وقت ان کے پاس تھا وہ کہہ رہے تھے: کاش کہ میں کچھ نہ ہوتا، اے کاش میں اس بہتے ہوئے پانی کے مانند ہوتا، پھر فرمایا: میرا کفن لاؤ، اے دنیا تجھ پر اف ہے کہ تو طویل ہونے کے باوجود بھی بہت چھوٹی ہے اور زیادہ ہونے کے باوجود بھی کتنی کم ہے۔

حماد بن موسیٰ سے روایت ہے کہ جب عبدالعزیز کی جاں کنی کا وقت آیا تو ان کے پاس خوشخبر دینے والا آیا کہ کتنی دولت اس سال جمع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ خوشخبری دینے والے نے کہا کہ یہ تین سو مد سونے کے ہیں، کہا: مجھے اس مال سے کیا سروکار، کاش کہ میں مقام نجد میں پڑی ہوئی مینگنی ہوتا۔[2]

....

[1] نزھۃ الفضلاء، ص ٦٦٥۔ [2] نزھۃ الفضلاء، ص ٣٧٨۔

یہی بات ہر بادشاہ اور صاحب مال کہتا ہے تو پھر کیوں نہیں اس کے خرچ کرنے

میں جلدی کرتا اور کیوں نہیں نیک کاموں میں خرچ کرنے میں سبقت کرتا قبل اس کے کہ موت اس کے اوراس کی دولت کے مابین حائل ہوجائے۔

واثق کی جاں کنی

زرقان بن ابوداود نے کہا کہ جب واثق کی جان کنی آ پہنچی تو یہ اشعار بار بار پڑھنے لگے۔

اَلْمَوْتُ فِيْهِ جَمِيْعُ الْخَلْقِ مُشْتَرِكٌ　لَا سُوْقَةٌ مِّنْهُمْ يَبْقىٰ وَلَا مَلِكٌ
مَا ضَرَّ اَهْلَ قَلِيْلٍ فِى تَفَرُّقِهِمْ　وَلَيْسَ يُغْنِى عِنِ الْاَمْلَاكِ مَامَلَكُوا

ترجمہ: موت میں تمام لوگ برابر کے شامل ہیں کہ جس سے بادشاہ بچ سکے گا اور نہ کوئی فقیر۔

فقیروں کی فقیری نہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور نہ ہی مالداروں کی دولت وثروت نے انہیں بے نیاز کیا۔

پھراس نے حکم دیا اوراس کا بستر سمیٹ دیا گیا اوراپنا رخسار زمین پر رکھ دیا اور کہنے لگا اے وہ ذات جس کی بادشاہت کبھی ختم نہیں ہوگی تو رحم فرما اس شخص پر جس کی بادشاہت ختم ہوگئی۔[1]

---

[1] نزھۃ الفضلاء، ص۶۹۷۔

عبد الملک بن مراون کی جاں کنی

بیان کیا جاتا ہے کہ جب عبدالملک بن مروان کو موت کا احساس ہوا تو کہا کہ مجھے بلند و بالا جگہ پہ بٹھا دو، تو ایسا ہی کیا گیا پھر خوشگوار ہوا میں سانس لی اور کہا: اے دنیا تو کتنی پیاری ہے! اور اپنی طوالت کے باوجود کتنی چھوٹی ہے اور ہم تجھ سے دھوکے میں تھے اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

اِنْ تُنَاقِشْ يَكُنْ نَقَاشُكَ يَارَبِّ   عَذَاباً لَاطَوقَ لِيْ بِالْعَذَابِ
اَو تَجَاوَزْ فَاَنْتَ رَبٌّ صَفُوحٌ   عَنْ مَسِيءٍ ذُنُوبُهٗ كَالتُّرَابِ [1]

اے رب اگر تو سخت حساب لے تو تیرا حساب ایسا عذاب بن جائے گا جس کی مجھے طاقت نہیں ہے۔

یا تو ایسے گنہگار کو معاف کر دے جس کا گناہ مٹی کے ڈھیر کی طرح ہے تو تو بخشنے والا پروردگار ہے۔

ہشام بن عبد الملک کی جاں کنی

جب امیر المومنین ہشام بن عبدالملک کی موت کا وقت آیا تو اپنے اردگرد اہل وعیال کو روتے ہوئے دیکھا، تو ان سے کہا: ہشام نے تمہیں دنیا دی اور تم نے اس

کے بدلے اسے

....

۱؎ وصایا العلماء، ص۸۳۔

آہ و بکا دی، ہشام نے اپنی جمع کی ہوئی چیزیں تمہارے لئے چھوڑ دیں اور تم لوگوں نے اسے اس کے عمل پر چھوڑ دیا، ہشام کا انجام کتنا اچھا ہے اور نہایت برا ہے اگر اللہ اسے نہ بخشے۔۱؎

....

[1] العاقبۃ فی ذکرۃ الموت والآخرۃ، ص ۱۲۸۔

بعض نافرمانوں اور گنہگاروں کی جاں کنی کے مناظر

زمین وجائیداد کے ایک تاجر کی جاں کنی

ایک قریب مرگ شخص سے کہا گیا کہ ''لا الہ الا اللہ'' کہو تو کہنے لگا کہ فلاں گھر میں یہ یہ چیزیں درست کر دو اور فلاں باغ میں یہ یہ کام کر دو۔[1]

ابن قیم رحمہ اللہ نے ایک تاجر کا قصہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے ایک قریب مرگ رشتہ دار کے پاس تھا، لوگوں نے اسے ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کی، تو وہ کہنے لگا کہ یہ پلاٹ سستا ہے، یہ عمدہ خریداری ہے، یہ ایسا ہے وہ ویسا ہے، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

ایک شرابی کی جاں کنی

عبدالعزیز بن ابی رواد نے کہا کہ میں ایک آدمی کے پاس موت کے وقت حاضر ہوا اسے ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کی جا رہی تھی اس کا آخری کلمہ یہ تھا کہ جو تم کہہ رہے ہو اس کا انکار کرنے والا ہے اور اسی پر وفات پایا، عبدالعزیز نے کہا کہ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ شراب کا عادی تھا اس کے بعد عبدالعزیز

کہا کرتے تھے کہ گناہوں سے بچو کیونکہ اسی گناہ کی وجہ سے وہ اس کا شکار ہوا۔[2]

....

[1] التذکرۃ، ۵۷۔ [2] جامع العلوم والحکم، ۱/۱۳۳۔

ایک ظالم و جابر کی جاں کنی

حکیم عنسی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ میں حجاج بن یوسف کی جاں کنی کے وقت حاضر ہوا جب نزع کی کیفیت ان پر طاری ہوئی تو کہنے لگے کہ اے سعید! ہم دونوں کا کیا حال ہوگا؟۔[1]

حجاج بن یوسف قتل وخونریزی اور ظلم وزیادتی بہت کرتا تھا، شریفوں اور نیکوں کے علاوہ ایک بڑی تعداد میں لوگوں کو قتل کیا اور جن لوگوں کو حجاج نے قتل کیا تھا ان میں جلیل القدر تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ بھی تھے۔

جاں کنی میں مبتلا ہوا تو چہرے پر تھپڑ رسید کیا

ایک شخص کے بارے میں یہ سنا گیا ہے کہ اپنی جاں کنی کے وقت اپنے چہرے پر تھپڑ مارنے لگا اور کہنے لگا: (**يَا حَسْرَتَا عَلىٰ مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ**) ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی۔[2]

۱؎ وصایا العلماء: ص ۹۶۔

۲؎ لطائف المعارف، ص ۵۷۵۔

ایک دنیادار کی جاں کنی

ایک شخص سے کہا گیا کہ ''لا الہ الا اللہ'' کہو، تو کہنے لگا پیلی گائے، کیونکہ اس کی محبت اس پر غالب تھی، اللہ تعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہمیں عافیت میں رکھے اور کلمہ توحید پر خاتمہ فرمائے۔[1]

جاں کنی کے وقت قصوروار لوگوں کی وصیتیں

ایک شخص نے اپنی جاں کنی کے وقت کہا: ''دنیا نے میرا مذاق اڑایا یہاں تک کہ میرا وقت پورا ہو گیا''۔

ایک اور شخص نے اپنی موت کے وقت کہا: ''دیکھنا دنیوی زندگی سے فریب نہ کھانا جس طرح سے میں نے فریب کھایا''۔[2]

ایک شخص سے اس کی موت کے وقت کہا گیا ''لا الہ الا اللہ'' پڑھو، اس نے کہا، ہائے، نہیں پڑھ سکتا۔

[1] التذکرۃ،ص ۵۷۔

[2] لطائف المعارف،ص ۵۵۷۔

ایک شرابی کے ہم نشیں کی جاں کنی

ایک شخص شرابیوں کے ساتھ بیٹھتا تھا، جب اس کی جاں کنی کا وقت آ پہنچا تو ایک شخص نے کلمہ شہادت کی یاد دہانی کے لئے اس کے پاس آیا تو اس نے جواب دیا: شراب پیو اور مجھے بھی پلاؤ! پھر وہ مر گیا۔

ایک شطرنج کھیلنے والے کی جاں کنی

ایک ایسے شخص کی جاں کنی کا وقت آیا جو شطرنج کھیلتا تھا، اس سے کہا گیا، کہو ''لا الہ الا اللہ'' تو اس نے کہا: شاہک، پھر مر گیا، اس کی زبان پر وہی چیز غالب رہی جس کا کھیل کود کی زندگی عادی تھی، چنانچہ اس نے کلمہ توحید کے بدلے میں شاہک کہا۔[1]

ایک گانا سننے والے کی جاں کنی

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص کی جاں کنی کا وقت آیا، اس سے

کہا گیا کہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھو تو گانا گانے لگا، اور کہنے لگا تن تنا تن ...... یہاں تک کہ مر گیا۔ [۲]

....

[۱] الکبائر، ص ۵۱۔

[۲] الجواف الکافی، ۹۷۔

ایک نمازی کی جاں کنی

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ جاں کنی میں مبتلا ایک شخص سے کہا گیا کہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھو تو اس نے کہا: میرا اس سے کیا ہوگا اور مجھے معلوم ہے کہ میں نے اللہ کے لئے کبھی کوئی نماز نہیں پڑھی ہے، اور اس نے کلمہ نہیں پڑھا۔ [۱]

....

۱؎ الجواف الکافی ،ص ۹۷۔

خاتمہ

۱- خاتمہ بالشر کی علامتیں اوراس کے اسباب

۲- خاتمہ بالخیر کی علامتیں اوراس کے اسباب

بہتر ہے کہ ہم اس بحث کو ایسے دو مسٔلوں پر ختم کریں جن پر پوری کتاب کا انحصار ہے۔

پہلا مسٔلہ: سوء خاتمہ کے اسباب اوراس کی علامتیں

سوء خاتمہ کے چند اسباب ہیں جن سے مسلمانوں کو باز رہنا اور بچنا ضروری ہے سب سے بڑی وجہ اور علامت باطل اعتقاد ہے، پس جس شخص کا عقیدہ خراب ہوگا اس پراس کا اثر ظاہر ہوگا، اس وقت اللہ تعالیٰ کی مدد اوراس کی طرف سے ثابت قدمی کا سب سے زیادہ ضرورت مند ہوگا۔

اسی طرح دنیا میں دلچسپی لینا اوراس سے محبت کرنا، استقامت سے بیزاری اور بھلائی اور ہدایت سے اعراض کرنا، گناہوں پر اصرار اوراس میں دلچسپی لینا یہ سب

سوءِ خاتمہ کے اسباب میں سے ہیں، کیونکہ جب انسان اپنی پوری زندگی کسی چیز سے الفت، لگاؤ اور تعلق جوڑے رکھتا ہے تو اس کی یاد اسے موت کے وقت بھی آتی ہے اور زیادہ تر جاں کنی کے وقت اس کا ذکر بار بار کرتا رہتا ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا:

مراد یہ ہے کہ خطائیں، نافرمانیاں اور خواہشات نفس اپنے مرتکبین کو موت کے وقت دھوکہ دے دیں گے اور شیطان بھی دھوکا دے دیگا پس ایمان کی کمزوری کے ساتھ ساتھ دوہرے دھوکے کا شکار ہوگا، پھر اس کا خاتمہ بالشر ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا﴾ (الفرقان: ۲۹)

ترجمہ: اور شیطان تو انسان کو (وقت پر) دغا دینے والا ہے۔

جس شخص کا ظاہر درست ہو باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو اور اپنی گفتار و کردار میں سچا ہو تو اس کا خاتمہ بالشر نہیں ہوگا کیونکہ ایسا کوئی واقعہ نہیں سنا گیا (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے)۔

جس شخص کا باطن عقیدہ کے اعتبار سے اور اس کا ظاہر عمل کے اعتبار سے فاسد ہو تو اس کا خاتمہ بالشر ہوگا اور جو شخص گناہ کبیرہ اور جرائم کا ارتکاب دیدہ دلیری سے کرتا ہو تو اس کا بھی خاتمہ بالشر ہوگا، ان گناہوں کا اس پر بسا اوقات اتنا غلبہ رہتا ہے کہ توبہ سے پہلے اس کی موت آ جاتی ہے۔[1]

قریب مرگ شخص سے کبھی ایسی کیفیت ظاہر ہوتی ہے جو اس کے خاتمہ بالشر پر

دلالت کرتی ہے، جیسے شہادتین پڑھنے سے انکار اوراس سے اعراض کرنا اورسیئات ومحرمات کا بیان کرنا اور اس سے تعلق کا اظہار کرنا نیز ایسے ہی بہت سے اقوال وافعال جو اللہ کے دین سے اعراض کرنے اورموت کی ناپسندیدگی پر دلالت کرتے ہیں۔

دوسرا مسئلہ: خاتمہ بالخیر کے اسباب اوراس کی علامتیں

حسن خاتمہ کے اسباب میں سے ایک اہم ترین سبب یہ ہے کہ انسان اطاعت وپرہیز

....

[1] البدایۃ والنھایۃ (۱۶۳/۹)، العاقبۃ، ص ۱۸، التذکرۃ، ص۲۲۔

گاری کو لازم پکڑے اوراپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے دور رکھے، جو گناہ اور معاصی اس سے سرزد ہوئے ہیں ان سے توبہ کرنے میں جلدی کرے۔

حسن خاتمہ کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے بار بار گریہ وزاری کرے کہ اس کی وفات ایمان وتقوی پر ہو۔

حسنِ خاتمہ کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان اپنی جدوجہد اوراپنی طاقت کو ظاہری اور باطنی اصلاح کے لئے صرف کرے، اوراس کی نیت اوراس کا ہدف اس کو پانے کے لئے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ اوراصول ہے کہ حق کے طلبگار اور بھلائی چاہنے والے کو توفیق دیتا ہے اوراس کو اس پر ثبات قدمی عطا فرماتا ہے، اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔

حسنِ خاتمہ کی بہت سی علامتیں ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:[1]

۱-موت کے وقت کلمہ شہادت کی ادائیگی۔

۲-موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آنا۔

۳-جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن موت آنا۔

۴-میدانِ جنگ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت پانا۔

۵-اللہ تعالیٰ کے راستے میں غزوہ کے اندر موت آنا۔

....

[1] ملاحظہ فرمائیں ''احکام الجنائز'' ص ۴۸، ۴۹ نیز دیکھئے: ''التذکرۃ فی الاستعداد لیوم الآخرۃ (ص۲۳-۲۷)۔

۶-طاعون کی بیماری میں موت آنا۔

۷-پیٹ کی بیماری میں موت کا آنا۔

۸-ڈوب کر مرنا۔

۹-کسی چیز سے دب کر مرنا

۱۰-عورت کا زچگی کی حالت میں مرنا۔

۱۱-عورت کا حمل کی حالت میں مرنا۔

۱۲-ذاتِ الجنب میں مرنا۔

۱۳-پھیپھڑے کی بیماری میں مرنا۔

۱۴- مال کی حفاظت میں موت کا آنا۔

۱۵- دین کی حفاظت میں موت آنا۔

۱۶-نفس کے دفاع میں موت کا آنا۔

۱۷- اہل وعیال کو بچانے میں موت کا آنا۔

۱۸- اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرا دینے کی حالت میں موت کا آنا۔

۱۹- نیک عمل کی حالت میں موت کا آنا۔

۲۰- سچے مسلمانوں کی جماعت میں سے کم سے کم دو شخص کا میت کو خیر کے ساتھ یاد کرنا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو شخص اپنی زندگی میں اللہ کے ذکر اور اس کی محبت میں منہمک رہتا ہے تو روح کے نکلنے کے وقت بھی وہ اس حالت کو پالیتا ہے اور جس کی پوری زندگی اور توانائی اس کے برعکس گزری ہے تو موت کے وقت اللہ سے اس کا انہماک اور اس کے دل کا اللہ سے لگاؤ بڑا مشکل ہوتا ہے الا یہ کہ اللہ کی خاص مہربانی اسے حاصل ہو جائے۔

لہذا عقلمند کو چاہئے کہ وہ جہاں بھی رہے حسنِ خاتمہ کے لئے اپنے دل وزبان کو اللہ کی یاد سے وابستہ رکھے اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری پر گامزن رہے کیونکہ خاتمہ بالشر ہمیشہ کی بدبختی ہوگی۔

جاں کنی کے مناظر اور اس سے وابستہ جن اہم امور کی طرف توجہ مبذول کرانی تھی یہ ان کا اختتام ہے ہمیں امید ہے کہ اس میں یاددہانی اور نصیحت ہوگی، جو بھی اس

کام میں بہتری ہے وہ اللہ وحدہ لاشریک کا فضل ہے اور اگر کوئی کمی اور نقص ہے تو وہ ہماری کوتاہی اور شیطان کی دین ہے، ہم اللہ تعالٰی سے اپنی خطا او رلغزشوں کی مغفرت چاہتے ہیں۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوبُ اِلَيْكَ

فہرست

قرآن کریم میں جاں کنی

سیرتِ نبوی اور حدیث میں جاں کنی کے مناظر

عنوان صفحہ

گذشتہ لوگوں میں جاں کنی کے مناظر

بعض صحابہ کی جاں کنی

عنوان | صفحہ

بعض اسلاف کی جاں کنی کے مناظر

بعض حکمرانوں، امراء اور سردارانِ قوم کی جاں کنی کے مناظر

بعض نافرمانوں اور گنہگاروں کی جاں کنی کے مناظر

عنوان | صفحہ

اہم مصادر و مراجع

١ - احکام الجنائز، تالیف محمد ناصر الدین البانی، طبع اول مکتبہ المعارف الریاض ١٤١٢ھ
٢ - احوال الناس بعد الموت، تالیف خالد بن عبد الرحمٰن الشایع، طبع اول دار الوطن،

ریاض ۱۴۱۳ھ
۳-احیاء علوم الدین، تالیف ابوحامد الغزالی۔
۴-تاریخ دمشق (تراجم النساء) تالیف ابوالقاسم علی بن حسن المعروف ابن عساکر، تحقیق: سکینہ شہانی-
۵-التذکرہ فی احوال الموتی والآخرۃ، تالیف قرطبی، طبع دارالکتاب العربی۔
۶-التذکرۃ فی الاستعداد لیوم الآخرۃ، تالیف علی صالح ہزاع، طبع ثالث، مکتبہ المنار، کویت ۱۴۱۰ھ۔
۷-تفسیر القرآن العظیم، تالیف ابوالفداء اسماعیل بن کثیر دمشقی، طبع دارالدعوۃ، ترکیا ۱۴۰۶ھ۔
۸-تہذیب احیاء علوم الدین للغزالی، تالیف عبدالسلام ہارون، طبع اول، موسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۹-الثبات عند الممات، تالیف ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزی، طبع اول، مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ۔تحقیق عبداللہ اللیثی۔
۱۰-جامع العلوم والحکم، تالیف ابوالفرج عبدالرحمٰن بن احمد الحنبلی، المعروف ابن رجب، طبع اول، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۱ھ۔تحقیق: شعیب ارنوؤط وابراہیم باجس۔
۱۱-الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی، تالیف: ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر الزرعی المعروف بابن القیم، طبع اول، دارالندوۃ بیروت۔

۱۲- سیر اعلام النبلاء، تالیف، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن قایماز الذھبی، طبع مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، تحقیق: شعیب ارنوؤط وغیرہ۔

۱۳- صحیح البخاری، تالیف: محمد بن اسماعیل البخاری، متن فتح الباری۔

۱۴- صحیح مسلم، تالیف: مسلم بن الحجاج القشیری، طبع المکتبۃ الاسلامیۃ ترکیا، تحقیق: محمد فواد عبدالباقی۔

۱۵- العاقبۃ فی ذکر الموت والآخرۃ، تالیف: ابومحمد عبدالحق اشبیلی، طبع ثالث، مکتبہ العجیری کویت، ۱۴۱۰ھ، تحقیق خضر محمد خضر۔

۱۶- فتح الباری شرح صحیح البخاری، تالیف: ابن حجر العسقلانی، طبع اول مکتبہ سلفیہ مصر۔

۱۷- الطائف المعارف، تالیف: ابوالفرج عبدالرحمٰن بن احمد الحنبلی المعروف ابن رجب طبع اول، دار ابن کثیر، دمشق بیروت، ۱۴۱۳ھ، تحقیق: یاسین محمد السواس۔

۱۸- مشاہد الموت واھوال البرزخ والقبور، تالیف: عبداللہ التلمیدی، طبع دار ابن حزم، بیروت۔

۱۹- نزھۃ الفضلاء تہذیب سیر اعلام النبلاء، تالیف: محمد حسن عقیل موسی، طبع دار اندلس، جدۃ ۱۴۱۱ھ۔

۲۰- وصایا العلماء عند الموت، تالیف: ابوسلیمان محمد بن عبداللہ بن زبیر ربعی، طبع ثالث، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت ۱۴۰۹ھ، تحقیق: صلاح الخیمی، مراجعہ: عبدالقادر

ارنووَط۔